

16 1108
94
0.90

U0713

منارہ کلام کتاب نمبر ۹۲
جلد ہفت ہویں بشری مضمون

ہوا ککل

۴۸۷



فلک درویشی کے معنی ستاروں کی دوربین۔ باطنی کائنات کے نظارے
پیکر انسانی کی طلسم کشائی۔ یا ایک کتاب جو رموز و اسرار تصوف کے بستر پر
جسکو

بابیہ قصر کے بانی جناب بہار اللہ افندی نے اپنے زبردست اور شہر
آفاق ضیغ و بلیغ طرز تحریر میں لکھا اور ان کے جانشین و فرزند جناب
عبد البہا عباس افندی نے بمقام مصر سیدی مولائی حضرت خواجہ
حسن نظامی صاحب کو بطور یادگار ملاقات نذر کیا تھا
اصل متن مع سلیس ترجمہ اردو کے حسب الالہ ارشاد حضرت خواجہ صاحب
خالکار

محمد انوار ہاشمی مدیر مکتبہ قادریہ لال کرتی شہر میٹھرنے
اپنی فرمائش سے

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی شان و کرامت پر مشتمل
روزنامہ دارالبرکت پبلیکیشنز پشاور

شان کیا

شکست آرزو

مصر میں جب یہ کتاب ذکر الاسرار جسکا ترجمہ اسرار کے نام سے شائع کیا جاتا ہے حاصل ہوئی تو میرا ارادہ تھا کہ اس کو نہایت اہتمام اور خوشنمائی سے طبع کرایا جائے۔ چنانچہ اس کا ترجمہ بھی میں نے خود شروع کیا تھا۔ مگر مشیت ایزدی کو کون جانتا ہے۔ پے در پے ایسے ناگفتہ بہ صد مات پیش آئے کہ میں نہ ترجمہ کر سکا اور نہ اس کی لکھائی۔ چھپائی وغیرہ میں توجہ کرنے کا موقع نکل سکا۔

دیباچہ میں جس تحریر کا ذکر آیا ہے۔ یعنی جناب عبدالہباج عباس افندی کے دست خاص کا نوشتہ وہ رسالہ سنوسی کی تیسری اشاعت میں تو درج ہو گیا مگر اس کتاب میں فرصت کی کمی اور شائقین کی جلدی کے سبب اندراج سے رد کیا۔ خدا کو منظور ہوا تو دوسرے ایڈیشن میں شامل کر دیا جائے گا۔

دوستوں کی مہربانی سے اس دلچسپ کتاب کا چھپ جانا ہی غنیمت تصور کرتا ہوں۔ گو شکست آرزو نے میری مسرت کو مکمل نمونے دیا۔

یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۳۳ھ
مقام دہلی۔ فیض بازار

حسن نظامی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اسرار

اس بے نقطہ سرخی کے اندر ہزاروں نکتے ہیں۔ ان پانچ حروف خاموش میں پانچ تن روزربانی کی زبان گویائی دکھا ہی ہے۔ اسکے تحت میں وہ بیان ہے جو دعوے دار کمال انسانیت کی قابلیت و حقیقت آگاہی کے دلائل میں پیش ہوتا آیا ہے۔ بیٹے

بابی فرقہ کے پیشوا کے اعظم

اور بابی مہمانی جناب بھارشد ایرانی کے خاص قلم کا لکھا ہوا رسالہ ذکر الاسرار جس میں صاحب موعود نے کمال فصاحت و بلاغت سے تصوف کے سات مقامات کو قلم بند کیا ہے۔

رازم الحروف حسن نظامی جون ۱۹۱۷ء میں سیاحت مصر و شام و حجاز کے ارادہ سے چلا تو پہلے چند روز مکہ مصر کی سیر سے لطف اٹھایا اور اُسکے خوبصورت پائے تخت قاہرہ میں عرصہ دراز تک مقیم رہا۔

اسی زمانہ کا ذکر ہے ایکدن میں بازار میں اپنے ایک ہندوستانی دوست کی دکان پر کھڑا تھا۔ یکایک ایک پیر مرد و خضر صورت سفید ریش سرخ رنگ بیکدرا اکھوں والے عصا

میں لیئے تشریف لائے اور میکہ ہندی دوست سے فارسی میں باتیں کرنے لگے۔

دو چار باتوں کے بعد دوست نے اس نو وارد بزرگ سے میرا تعارف بھی کر دیا تو معلوم ہوا کہ وہ بانی فرقہ کے پیشوائے اعظم جناب عبداللہ عباس آفندی کے حاشیہ نشین اور داعی خاص ہیں۔ میں نے بانی فتنہ کے حالات اخبارات و کتب میں پڑھے تھے اور مجھ کو معلوم تھا کہ اس فرقہ کا سب سے پہلا مروجہ باب نامی ایک شخص ایران میں پیدا ہوا تھا۔ جس نے ایک انسان کامل اور مہر اکمل کے طور پر پیشین گوئی کی تھی اور باب کی خبر کی موافق (غالباً) اسکے شاگرد خاص بہار اللہ آفندی نامی ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں ہی وہ مروجہ ہوں جبکہ خبر بانی دی اور جبکہ انتظارِ آجکل ساری دنیا کو ہے اور جبکہ ضرورت زمین کی تمام دی ہوئی مخلوق کو تھی۔ اہل ایران نے جہاں یہ صدا بلند ہوئی تھی اس عجیب و غریب دعویٰ کو اپنے عقائد اور دایاتہ سے غلط تصور کر کے فتنہ کو دانا اور شانا چاہا۔ مگر وہ اس کوشش میں کامیاب نہ ہوئے۔ اور بانی فرقہ شعلہ جوالہ کی طرح ایران سے بھڑک کر یورپ و امریکہ و ہندوستان تک لپٹیں مارنے لگا۔ گو اس فتنہ کے داعی اور کام کرنے والوں کو صد ا مصائب اور جانی مالی قربانیوں کا سامنا کرنا پڑا مگر وہ اپنے ارادہ میں ثابت قدم رہے اور بڑے بڑے انقلابات کے باعث بنے۔

داعی خاص جناب بہار اللہ کے بعد اسکے فرزند عبداللہ عباس آفندی اسکے جانشین ہوئے۔ لیکن ان کی پولیٹیکل اور روحانی ریشہ دانیوں سے حکومت ایران پریشان ہو گئی اور عبداللہ عباس آفندی نے دیکھا کہ نہ ہم کو اس ملک میں راحت ہے نہ ملک ہمارے سبب مطمئن رہ سکتا ہے۔ اس لئے وہ ایران سے ترکی حکومت کے مشہور مقام حکم میں آن بے۔ اور آج تک ہیں آباد ہیں۔ سنا ہے ترکی اور ایرانی دونوں حکومتیں صاحبِ موصوف کو وظیفہ دیتی ہیں۔ اور عبداللہ عباس آفندی اطمینان سے دنیا میں اپنا عقیدہ پھیلا رہے ہیں چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ یورپ و امریکہ میں لاکھوں آدمی اس نئے گروہ کے پیرو ہو گئے ہیں۔

الفقہدین نے یہ سنا کہ عبداللہ عباس آفندی آجکل حکم سے مصر میں آئے ہوئے ہیں

ادشہر کے باہر کسی تقصیر میں مقیم ہیں تو میں نے اُن سے ہٹنے کا شوق ظاہر کیا۔ اور پیر مرد مذکور کے ذریعہ سے ملاقات کا وقت مقرر ہو گیا۔ مگر اتفاق کی بات عین وعدہ کے دن مجھ کو نہایت شدت سے بخار چڑھ آیا اور ایسے وعدہ کے خیال سے مجبور ہو کر بادِ ناخوار سنہ ریل میں مقامِ نیون پہنچا۔ دیکھا پلیٹ فارم پر خود جناب عبدالجہا عباس آفندی مع اپنی جماعت خدا کاروں کے مجھ کو لینے تشریف لائے ہیں۔ ہاتھوں ہاتھ لے گئے اور حد سے زیادہ اخلاق و مہربانی کا اظہار کیا۔ اور جب بن کو معلوم ہوا کہ میں بخار شدید میں مبتلا ہوں تو اپنے چہرہ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا انشاء اللہ ابھی جاتا رہے گا۔ اس کے بعد چارہ منگو کر پلائی۔ چارہ کا پینا تھا کہ زور شور سے پسینہ آیا اور بخار پانچ سنٹ میں بالکل اُتر گیا۔ اس موزی مرض سے نجات ملی تو گنگا و شندورع ہوئی۔ مینے کہا کہ مجھ کو آپ کے عقائد سے نہ اتفاق ہو سکتا ہے اور نہ میں اُن کے متعلق کچھ بات کرنی چاہتا ہوں میرے صرف دو سوال ہیں۔ اول یہ کہ اگر آپ کو مسلمانوں سے کچھ تعلق ہے اور اُن کی پستی و افسردگی کو دور کرنا چاہتے ہیں تو بتائیے اس کا کیا علاج ہے۔ اور دوسرے یہ کہ آپ کا اور آپ کے والد ماجد کا جو بانی فقیر کے بانی تھے اہل تصوف کی نسبت کیا عقیدہ ہے۔

پہلے سوال کا جواب بد کچھ اُنہوں نے دیا وہ خاص انہی کے نمونہ تحریر کی موافق اس کتاب کے آخر میں مع اردو ترجمہ کے درج ہے۔

اور دوسرے سوال کے بارے میں فرمایا کہ میرے والد ماجد حضرت بہار اللہ نے اسرارِ تصوف پر ایک رسالہ لکھا ہے۔ جو ہمارے ہاں کی بے بہا یادگاروں میں نہایت بلند یادگار ہے۔ انہیں جو کچھ ہے وہی ہمارا عقیدہ ہے۔ یہ کہہ کر اُنہوں نے اپنے ذاتی خاص حکیم مرزا محمود شیرازی کو حکم دیا کہ وہ رسالہ آپ کو دیدے۔ کیونکہ وہ انہی کا حصہ ہے۔ خدا انہی کو ملنا چاہیے۔ مینے جناب بہار اللہ کی دستخطی تحریر کو اور اس رسالہ کو جو بانی مذہب کے بانی کی خاص امانت تھی نہایت خوشی و شادانی سے لیا اور رخصت ہوا۔ واپسی کے وقت بھی عبدالجہا عباس آفندی نے سٹیشن تک مشایعت کی اور حیرت میں ڈالنے والا تپا کر کٹہر کیا جو ان کی

علوشان کے اعتبار سے حد سے بڑھ کر تھا۔ اور جس سے میں نے اندازہ کیا کہ یہی اسباب اس جدید مذہب کی مقبولیت کے ہیں۔

آخر کار اس شخص نے جبکہ آگے لاکھوں آدمی ادب سے جھک کر مذہب میں پیش کرتے ہیں میرے سامنے ایک اشرافیہ پیش کی۔ مینے لینے سے عذر کیا تو فرمایا کہ آپ کے بزرگوں کی تعلیم ہے کہ جہان کو خالی ہاتھ نہ جانے دینا چاہیئے۔ نقدی۔ کپڑا یا کچھ اور تحفہ دینا لازم ہے لہذا آپ کو یہ نذر قبول کرنی چاہیئے۔ آپ کو ضرورت ہو تو کہیں خیرات کر دینا۔

اس طویل سمع خراشی سے غرض یہ تھی کہ ناظرین محمد الہا عباس آفندی کے اخلاق و بزرگی کی حقیقت معلوم ہو جائے تاکہ وہ ان کی عطا کردہ کتاب کو نظر اہمیت سے دیکھیں جو اصل مع ترجمہ اردو کے درج ذیل ہے۔ مجھ کو ترجمہ کی عادت نہیں ہے۔ کوشش یہ کی گئی ہے کہ مصنف کا مفہوم اردو زبان میں ادا ہو جائے۔ الفاظ کی دیکھ بھال کی دشواری سے ایک حد تک پہلو بچایا گیا ہے۔

مجھے امید ہے کہ مشائخ ہند کے حلقوں میں ایک غیر مذہب بلکہ ایک جدید بانی مذہب کی تحریر پر رمز تصوف کے بارہ میں خاص دلچسپی سے پڑھی جائے گی۔ اور انکی معلومات میں وہ افساد ہوگا جسکی اشاعت میری زندگی کا فرض اور میرے بنائے ہوئے حلقہ نظام المشائخ کا مقصد اصلی ہے +

حسن نظامی و حلقۃ المشائخ و مصلی

۱۱۔ بیچ الاولیاء

الحمد للذی اظهر الوجود من العدم و رقم علی لوح الانسان من اسرار القدم و علمه من لیبیان ما لا یعلم و جعله کتاباً
 بیناً من من دستلم و اشد خلق کل شیء فیہذا الزمان المعظم القیلم و انطقه فی قطب البقار علی العین البعید
 فی الہیکل مکرّم لیستہا علی فی نفسہ بنفسہ فی مقام تجلی ربہ بانہ لا الہ الا ہو لیصل بربک الی ذرۃ
 الحقائق حتی لا یشاہد احد شیئاً الا و قد یرى الشفیعہ و صلی و سلم علی اول تجریش تب من بحر الموت و اول
 صبح لاح عن افق الاعدیہ و اول شمس اشرقت فی السماء الازلیہ و اول بارہ او قدت من مصباح
 القدیمیۃ فی مشکوۃ الواحیہ الذی کان احد فی ملکوت العالمین و محمد فی ملأ المقربین و محمود فی
 جبروت المخلصین و آیاماً مدعوفہ لا سار فی قلوب العالمین و علی کہ وصحیہ سلیما کثیراً اذ کما ید و وجد
 قد سمعت اغنت و زفء العرفان علی فنان سدة فوادک و عرفت و ما عرفت حاتمہ الیقان
 علی اعضان شجرة قلبک کما فی و جدت رواج الطبیب من قمص حبک و اورکت تمام تقاک
 فی مدخک کتابک و ما بلشت اشارتک فی فناک کن ابدتک و جبک تار ابد و مظاہر و اسماء و
 مطالع صفائہ لاذکر لک انشاءت قدسیہ شعشانیہ من مراتب الجلال تجددک الی ساحة القدس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قابل حمد و تائس ہے وہ خدا جسے معدوم و ناپید موجودات کو ظاہر کیا۔ اور انسان کس طرح وجود
 پر اپنے قدیمی اسرار تحریر فرمائے اور پھر اسکو وہ بیان سکھایا جسکی اُسے خبر نہ تھی یہاں تک
 کہ خود آدمی کو ایک ایسی روشنی کتاب بنا دیا جو ایمان لانے اور تسلیم خم کرنے والوں کے
 واسطے دلیل راہ بنے (وہ خدا) جس نے کل مخلوقات کو اس تاریک اور پر فرق زما میں پیدا
 کیسے اس میں تبیل بنایا کہ نکتہ بقا کے بھید پر یکل بزرگ میں داخل ہو کر سخن پر سوز میں لب
 کشائی کرے۔ اور ہر نفس اپنے ذات کی طیرت تجلیات ربانی کے مقام میں یہ تہاوت و کاکہ

لا الہ الا ہو

یہاں تک کہ کسی رسائی تمام حقائق کی تک ہو جائے اور کسی چیز کو مشاہدہ ذات الکی سے غالی نہ کیجے۔

والقرب الجمل ولو صلک الی مقام لا تری فی الوجود الا طلعة حفرة مجربک ومن تری الخلق الا کبیرم
لم یکن احد مذکورہی مانع لمیل الاحدیۃ فی الریاض العشرۃ قولہ وتظهر علی لوح قلبک - قوم طایفت
اسرار القود علیکم المد ویتذکرہ طائرہ وحک خطرات القدم ویطیر فی فضائنا سلکی سبل تبک ذللا
بجناح الشوق وتحتی من انهار الانس فی بساتین کلی من کل الثمرات انتی و عمری یا صیب لوتذوق
ہذہ الثمرات من خضر ہذا التسبلات الی نیت فی الارضی المعرفۃ عند تجلی انوار لذات فی مرآۃ
والصفحات لیاخذ الشوق زما الصبر والاصطبار عن کفک وتتنزہ وحک من بوارق الانوار وتجدیک
من الوطن الزلزلی الی الوطن الاصلی الانی فی تطبل العالی ونقصک الی مقام تطیر فی الهواء کما نشی علی الخرا

میرا درد و سلام اس ذات مقدس پر جو بحر ہر کی سب سے پہلی ہنر ہے (جو کثرت کی سیاسی زمین
کو سیراب کرنے کے لئے سب سے پہلے دیا ہے ہو سے جدا کی گئی) وہ نورانی صبح جو سب سے
اول افق احدیت پر جلن لگن ہوئی - وہ آفتاب جو آسمان ازل پر سب سے مقدم پر توفاشاں ہوا -
وہ آتش جو قدم کی انیمٹی میں وحدت کی پھونک سے سب کے اول بھڑکائی گئی - وہ جگہ نامی
عالم ملکوت میں احمد ہے اور گروہ مقررین میں محمد - اور جبروت غلصین میں محمود ہے (اور
اس پر بس نہیں) جس نام سے چاہے اسکو یا دکر دیا و جائز ہے - کیونکہ عارفین کے
دلوں میں اسکے بیشمار نام مخفی ہیں -

اسپر اور اس کے آل و اصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ کا درد و سلام
حد و منت کے بعد - میں نے سنا کہ عرفان کی لمیل تیرے دل کی ہری بھری ٹہنی پڑی تیرے
گاہ - ہی ہے - اور میں سمجھ گیا کہ تیرا عاشق مزاج یقین قلب کی شاخوں میں جھول رہا ہے -
بوئے محبت کی لپٹیں تیرے قمیص الفت سے آہی ہیں خط تقدیر کے دیکھنے سے (جو تیری
پیشانی پر نقش ہے) مجھے تیرا دراک ہو گیا - مجھے تیرے ان اشعار تک سائی ہو گئی
جو تو ذات آہی میں فنا و بقا کے لئے کر رہا ہے - اد میں جانتا ہوں کہ تو اللہ والوں کی

وَمَنْ كَفَّضَ عَلَى الْمَرْكَبِ كَفْضًا عَلَى الْأَرْضِ فَمَنْ يَأْتِي وَلَكِ دَلَمِنْ سَمَاءِ الْإِسْمَاءِ الْعَرْفَانِ وَصَبَا قَلْبُهُ بِمَا هَبَّتْهُ رِيَّضُ
 سَرَّوَصْبَارِ الْإِقْنَانِ مِنْ سَبَابِ الرَّمَنِ دَاوَلَمْلَامِ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهَدْيَ وَعَبْدُ مَرَاتِبِ سِرِّ سَائِلِ الْكَانِ
 رَاوَسْكُنْ خَاكِي بُوطنِ الْهَيْ هَفْتِ رَتَبَةِ مَعِينِ نَوْدَهْ اَنْدِ چِنَا چِخْ هَفْتِ وَادِی وَبَعْضِی هَفْتِ شَهْرِ ذَكَرْ دَهْ
 اَنْدِ ذَكَرْ دَهْ اَنْدِ كِهْ سَالَكِ تَا اَنْدِ نَفْسِ هَجْرَتِ نَمَايَدِ وَايِ اسْفَارِ رَا طِی نَكُنْدِ بِهَجْرِ قُرْبِ وَصَالِ دَارِ نَشُوْدِ
 اَنْدِ خَمْرِ پِشَالِ خِشْتِ دَاوَلِ وَادِی طَلَبْتِ مَرْكَبِ اِيں وَادِی صَبْرِ سَتِ دِمَا فَرُوْدِ اِيں سَفَرِ نِیْ صَبْرِ
 بِجَا قِی زَسَدِ وَبِقَصُوْدِ وَوَاصلِ نَشُوْدِ وَبَايَدِ هَرْ گُزِ اَنْسَرِ دَهْ نَكُرُوْدِ اَكْرِ صَدِّ هَرْ اَرْ سَالِ سَعِی كُنْدِ وَجَالِ دَوِ سَتِ
 زَمِيْدِ تَهْمِرِ دَهْ نَشُوْدِ رَا بِجَا دِيْنِ كَسْبِ فِينَا بِشَارَتِ اَنْهِيْدِ نِيْمِ سَبْتِ مَسْرُوْدِ كِهْ خُدَمَتِ دِ طَلَبِ نِشَانِیْتِ

الفت میں جو ہے۔ وہ خدا دالے جو اسما و صفات الہی کا منظر ہیں۔

لہذا

میں تیرے سامنے قدسی در بانی اشارات پر جلال کا ذکر کرتا ہوں تاکہ تو میدان پاک مقرب
 میں جلالِ رحمان تک رسائی پائے۔ اور اس مقام پر پہنچے جہاں تجھ کو اپنا دو دوسوئے حضوری
 محبوب کی جھلک کے نظر نہ آئے۔ اور یہ سب کائنات اسوقت کی طرح معلوم ہونے لگے۔
 جیسا کہ مذکور بھی نا پید تھا۔ اور وہ یہ ہے جسکو مُبَلِّ توحید نے تین غوثیت میں اسطرح چھپا
 کر سنایا تھا۔

”تیرے لوحِ دل پر اَللّٰهُمَّ اِنِّیْکُمْ ۲ اللہ کے نازک و لطیف اسرار مرقوم ہونے
 چاہئیں، تیری روحِ گلشنِ قدیم کو یاد کرے اور اَللّٰهُمَّ اِنِّیْکُمْ اَبْلَدُ ذُلِّ اللّٰہ کے
 فضا میں بحال ذوقِ دُشوق اُڑتی پھرے،“ اور انس و محبت کے باغون میں تیرے قدم کی ہر گونہ چھپے۔
 پیارے! اپنی جان کی قسم اگر تو چند دامنِ سبز بالوں کے چمکے جو معرفت کی نین
 سے اسوقت اُتتی ہیں جیسا سپر ذات کی تہی نمود اسما و صفات کے عالم میں پڑتی ہے تو یقین جان
 لے خدا سے ڈر دہ تم کو علم عطا کرے گا ۱۳ ۱۴ ملک ربانی پر انکسار کے ساتھ چسپ ۱۲

محکم بستہ اند دہر آن از مکان غفلت با مکان طلب سفر کنند بیچ بندی ایشان منع نماید بیچ بندی
 محکم و نثر طلست این عباد را کہ دل را کہ منبع خزینہ الہیہ است از ہر نعتی پاک کنند و از تقلید را از
 اثر اباء و اجداد است لغراض نمایند و ابواب دوستی و دشمنی را باطل اہل ارض مسدود کنند و طالب مد
 این سفر بقای رسد کہ ہمہ موجودات را در طلب دوست مرگشتہ بیند چہ عقیقہ بہا بیند کہ در طلب یوسف
 آورہ مانده اند عالم حبیب بیند کہ در طلب محبوب دو مانده جوانی عاشق ملاحظہ کند کہ در پی مشوق سوا
 و در ہرانی امری مشاہد کند و در ہر ساعتی بر سر تی مطلع کرد و نیزہ کہ دل از ہر دو جہان برداشتہ و عزم
 کعبہ جانان نمودہ و در ہر قدمی اعانت غیبی اورا شامل شود و جوش طلبش زیادہ کرد و طلب باید از

تیرا سیرت را با تھ سے چھوٹ جائے۔ اور تیری روح انوار کی بجلیوں سے جنبش کرنے لگے۔
 اور تجھ کو دھن خاکی سے کھینچ کر دس، آہی دھن اصلی تک پہنچا دے جو قطب معانی و مرکز حقیقی
 ہے اور تو اس مقام تک واصل ہو جائے جہاں ہوا میں اس طرح اڑ سکتے ہیں جیسے
 زمین پر چلتے پھرتے ہیں۔ اور پانی پر ایسے بے مکان چلے جاتے ہیں جیسا
 زمین پر چلا کرتے ہیں۔

پس مبارک ہے مجھ کو اور تجھ کو۔ اور اس کو جو آسمان عرفان پر پرواز کرنی
 چاہتا ہے۔ اور جکا دل آگاہی اسرار کی جانب مائل ہے۔ اور منزل یقینی
 کو بفضل رحمانی سے طلب کرتا ہے۔ ہدایت یافتہوں پر سلام

ابنیت اسکے بعد

ساکوں نے مسکن خاکی سے دھن آہی تک کے راستہ میں سات ٹھکانے بنائے
 ہیں۔ چنانچہ بعض نے ان منازل کا نام ہفت دادی رکھا ہے۔ بعض نے ہفت شہر کے
 نام سے موسوم کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ سالک جب تک نفس سے جدائی اختیار نہ کرے
 اور یہ سات منزلیں طے نہوں دریاے قرب دو سال کے کنارہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

مجنون مشق اعجازہ گرفت حکایت کنند کہ روزی مجنوں را دیدند خاک می نچست و اشک میرنجست گفتند
چہ میکنی گفت ایلی را میجویم گفتند وائی بر تو ایلی از روح پاک و تو از خاک طلب می کنی گفت همه جا
طیش میکوشم شاید در جانی بجویم بلی در تراب رت الارباب جستن اگر چه نزد عاقل قبیح است لکن
بر کمال جد و طلب ذلیل است من طلب کشیدم و جد و طالب صادق جز وصال مطلوب چیزی
نخوید مصیب را جز وصال محبوب مقصودی نباشد و این طلب طالب را حاصل نشود مگر بشمار آنچه
ہست یعنی آنچه دیدہ و شنیدہ و فہمیدہ ہمہ را منفی لا منفی سازد تا بشترستان جان کہ مدینہ الاست
وہل شود و تہمتی باید تا در طلبش کوشیم و جہدی باید تا از شد و وصلش نوشیم اگر از این جام نوش کنیم عالمی فراموش

ادب شراب حقیقت کا مزہ نہیں چکھنے پاتا۔ (ادارہ سات مقام یہ ہیں)

اول کو چطلب ہریہ کو چہ گویا کو چہ صبر سے مسافر اس سفر میں بہت بے صبر ہو جاتا ہے لیکن
چاہئے کہ جب تک مقصود کو حاصل نہ کر لے مایوس نہ ہو۔ ادب جمل دوست نہ دیکھ لے اس وقت تک
ہمت نہ ہارے گواہیں ساری عمر بیت جائے کیونکہ اس میدان کے مجاہدین کو قرآن شریف میں
بشارت دی گئی ہے۔ لَمْ يَخْشَ فِئْتَحْمِمْ سُبُلًا اپنے طریقہ میں ہم انہی رہنمائی کرتے ہیں مطلوب
کی طلبگاری میں مکر یا نہ حکم کیا مضبوط ہو جائے کہ غفلت کا خیال بھی نہ آنے دے۔ پھر کوئی چیز
اسکے رستے میں مانع اور حارج باقی نہیں رہے گی۔ اسکے واسطے بندگان الہی کے لئے یہ شرط
ہے کہ اپنا دل جو خزانہ الہی کا بیج ہے ہر قسم کی کدورت سے پاک رکھیں اور باپ و داد کی تقلید
سے منہ پھیرے ہیں۔ ادراہل دنیا سے دوستی اور دشمنی کے سب دروازے بند کر دیں۔ طالب
اس سفر میں ایسے مقامات پر پہنچتا ہے کہ تمام موجودات عالم طلب و دوست میں اس طالب کی
طرح ہواں و دواں نظر آتی ہیں اور طلبگاری بھی معمولی نہیں ایسی طلب جو حضرت یعقوبؑ کو
حسرت و مسرت کی تھی تمام عالم کو ایسا شتاق اور شہرہ دیکھتا ہے گویا کہ وہ کسی مشوق کے درپے
ہے اور ہر آن ایک خاص امر شاہدہ کرتا ہے اور ہر ساعت اس پر ایک خاص عیب کھل جاتا ہے۔

کینم دس لک دایں سفر رخاکی جالس شود و دہر بلا دی ساکن کرد از ہر دہی طلب جمال دوست کند
 و دہر دیا طلب یار نماید باہر تہی مجتمع شود و باہر سری ہم سری نماید کہ شاید در سری سر محبوب بیند و یا
 از صورتی جمال محبوب مشاہدہ کند و اگر دایں سفر با غانت باری از یار پی نشان یافت و بر وی یوسف
 لکشتہ از بشیر احدیر شنید فوراً بادی عشق قدم گزارد از نار عشق بگذارد و دایں شہر آسمان جذب بلند
 شود و آفتاب جانتاب شوق طالع کرد و دنا عشق برافروزد و چوں نار عشق برافروخت خرمن عقل
 بجلی بر سخت دایں وقت سالک از خود و غیر خود بخیبرست نہ جہل و علم داند و نہ شک یقین صبح
 ہدایت شناسد و نہ شام ضلالت از کفر و ایمان ہر دو در گریز و سم قاتلش دلپذیر نیست کہ عطار گفتہ

کیونکہ دہر و جہان سے دل اٹھالینا ادا جان جانوں کی طرف جہل کھڑا ہونا بہت بڑی بات ہے ہر قسم
 پرغیبی مدد ملتی ہے۔ اور جو شش طلب بڑھتا جاتا ہے لازم ہے کہ طریقہ طلب گاری کو مجنوں کے عشق
 سے سیکھے چنانچہ حکایت ہے کہ ایک دن مجنوں خاک چھان رہا تھا اور آٹھ ہاتھ ہاتھ جاتا تھا کسی نے
 پوچھا میاں کیا کر رہے ہو بولا ایسے کو ڈھونڈتا ہوں کہا گیا تم بھی کیسے نادان ہو ایسے احمی پاک
 چیز کو خاک میں ڈھونڈتے ہو مجنوں نے جواب دیا ہر جگہ ریکی تلاش کرتا ہوں شاید کہیں بجا د
 اسی طرح اپنے رب آثار باب کی خاک قسم کو ڈھونڈنا ایک عقلمند کے نزدیک فعل عبث ہے لیکن
 طالب کی تلاش و جستجو پر نہاد دیتا ہے کیونکہ کسی نے ارشاد فرمایا ہے من طلب شہیداً وجدۃ جہنم
 یعنی جس نے کسی چیز کو ڈھونڈا اور تلاش میں کوشش کی وہ اس چیز کو ضرور پائے گا طالب
 صادق کو چاہیے کہ دماغ مطلوب کے سوا کسی چیز پر غرض نہ رکھے عاشق کو دماغ مشرق کے سوا کوئی
 مقصود نہیں ہوتا مگر یہ طلب طالب کو حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ ایثار اور شائبہ نہ کرے یعنی
 جو کچھ دیکھے ادا سننے ادا سمجھنے کی چیزیں ہیں سب کو نیست نابود کر ڈالے جب لائے غنی سے
 سب ہستیاں نفی ہو جائیگی اس وقت اس شہر میں رسائی ہوگی کہ جو مینہ الحیات ہے بہت
 چاہیے کہ اسکی طلب میں کوشش کرے ادا دلولہ چاہیے تاکہ وصل کا مزہ چکے اگر اس شراب کا

کفر کا فراوین دیدار اور دقت و دل عطارد اور مرکبیں دادی ہدست و اگر درویشاں ہرگز
 اس سفر تمام نشود و عاشق و دایں رتبہ جز معشوق خیالی نرود و جز محبوب پناہی نچوید و ہر آن صدمہ
 جان و لعل جان مدہ جانان دہد و ہر قدمی ہزار سرحد پای دوست اندازد ای برادر من المصبر عشق دنیائی
 پیوست جمال دوست و اصل نشوی و تا چون یعقوب از چشم ظاہری نگذری چشم باطن نشتائی و تا بنا بر
 عشق نغیرندی بیا شوق نیامیزی و عاشق را از هیچ چیز پرور نیست و از هیچ ضرر نہ از نارسد
 بین و از دیار شکش یابی و نشان عاشق آن باشد کہ سر دوش بینی از دوزخ و نشان عارف آن
 باشد کہ شکش بینی از دریا عشق ہستی قبول نکند و زندگی نخواست و حیات و مرگات بیند و عورت از دولت جوید

ایکجام خوش کرے تو سارا عالم فراموش ہو جائے۔ سالک اس سفر میں دمج و برمجہ منزلیں طے کرتا ہے۔
 ہر خاک پرینٹنے کی نوبت آتی ہے اور اس شہر میں جو اس مسافت کے درمیان آتے ہیں طبعی ناچوسا
 ہے۔ الغرض ہر حال میں جمال دوست کا خواہشمند رہے اور ہر دیار میں طلب یا رکی سعی کرے ہر محج میں
 شریک ہو اور ہر بید کے معلوم کرنے کی کوشش کرے۔

شاید کہ من اسرار میں اپنے محبوب حقیقی کا کوئی شہر بھی مل جائے یا کوئی صورت ایسی میسر آجائے
 جس میں اپنے محبوب حقیقی کا جمال جلوہ اسند ہو اگر امانت خداوندی سے اس سفر میں یا ربے نشان
 ملجائے اور وصف کم گشت کی تو آجائے تو خدا وادی عشق میں اتر پڑے اور آتش شوق میں اپنے
 تئیں جلا ڈالے اس وقت دیکھیں گے کہ آسمان جذب سر پہ بچایا ہوا ہے اور اسمیں آفتاب شوق چمک
 رہا ہے عشق کی آگ بھڑک رہی ہے۔ جب عشق کی آگ بھڑکے گی خرمین عقل و حواس بلکہ خاکستر
 ہو جائیں گے اس وقت سالک کو خودی وغیرہ خودی سے بے خبری ہو جائیگی نہ جس بات پر ہلکا نہ
 علم نہ شک کا پتہ ہو گا نہ یقین کا نہ صبح ہدایت کو پہچان سکے گا نہ شام گمراہی نظر آئے گی۔ الغرض کفر
 و ایمان دونوں سے گریز کرے گا۔ حضرت عطار فرماتے ہیں کفر کا فراوین دیدار اور دقت و دل عطارد اور
 دل عطارد اس سفر کے مدد کی سوا ہی دے گا رہے۔ اگر مدد نہ ہو طے نہیں ہو سکتا عاشق اس رتبہ میں

بیار ہوش باید تالاق جوش عشق شود و بسیار سر باید تا قابل کند دوست گردد مبارک کردنی کہ در کندش
افتد و فرخندہ سر کہ در راہ محبتش بجا کہ افتد پس سے دوست از نفس بیگانہ شود تا بیگانہ پی بری و از
خاکدان قالی بگردد تا در آشیان الہی جائے گیری نیت بیاد آتا رہتی برافروز سے و مقبول راہ عشق شود
نکند عشق نفس زندہ قبول نکند باز موش مردہ شکار عشق مدانی عالمی بسوزد و در ہر دم کہ علم بہ
افراز و ویران ساز و در ملک عشق سستی را وجودی و در سلطنتش عاقل از اسقزی نہ ہنگ عشق ادیب
عقل را بلعد و لمیب دانش بشکرد ہفت دیا پاشاید و عشق قلبش بغیر و دل من مزید گویا و خوش
بیگانہ شود و از ہر چہ در عالمست کنارہ گیر د باد و عالم عشق را بیگانگی اندازد و غنا و دیوانگی صد نہار

سولے مشوق کے اور کوئی خیال نہیں رکھتا اور مجھ کے سوا کسی سے پناہ نہیں مانگتا ہر وقت
ہزار جانیں راہ جاناں میں دینے کو تیار رہتا ہے اور ہر دم پر ہزار سہ پائے دوست پر
نشد و ذرا کرنے کو مستعد ہوتا ہے۔ بھائی جینک عشق کے مصر میں نہ آؤ گے یوسف جمل دوست
کا دھل نصیب نہو گا۔ اور جینک حضرت یعقوب کی طرح چشم ظاہر کو نا مینا کر لو گے باطنی نگہ
بینا ہوگی اور تا وقتیکہ عشق کی آگ میں داخل نہو گے شوق یا سے ملاقات نہیں ہو سکتی۔
عاشق لوگ کسی چیز کی پروا نہیں کرتے اور کسی ضرر سے نہیں ڈرتے آگ انکو ٹھنڈی
معلوم ہوتی ہے اور دریا خشک نظر آتا ہے عاشق کا نشان یہ ہے کہ دوزخ سے اسکا
دل سرد ہو۔ اور دریائے روان کو خشک سمجھے۔ عشق مستی و سرور نہیں چاہتا۔ زندگی کا
طلب گار نہیں ہوتا۔ موت میں حیات نظر آتی ہے۔ ذلت میں عزت تلاش کی جاتی ہے۔
جڑا ہوش و کار ہے۔ جب کہیں جوش عشق کے قابل ہوتا ہے۔ بڑا سر چاہیئے تاکہ کند
دوست میں گرفتاری میسر آئے سہارک ہے وہ گردن جو دام محبوب میں اسیس ہو۔ اور
قابل قہر ہے وہ سر جو اسکی محبت میں خاک در خاک بنے۔ لہذا اسے عزیز نفس سے بیگانہ
بن تاکہ بیکانہ تک پہنچے۔ اور بستر خاکی و سانی کو چھوڑ تاکہ آشیانہ آہی میں ٹھکانا ملے تا بویا

مظلومان و گندش بہتہ و صد ہزار عارفان بتیرش خستہ ہر مرغی کہ در عالم بینی از قہرش دان دہر کرد کہ در خسار
بینی از نہرش شمر جز فدا وانی بجشد و جند وادی عدم قدم نگذار و لکن نہ ہر شہد کام عاشق از شہد شتر
و فانیش در نظر طالب از صد نہر بقا محبوب تر است پس باید نہا عشق بجای بہائے نفس شیطانی سوختہ شود
تا روح برائی اداک مراتب سید لولاک لطیف و پاکیزہ کرد و نہ تا عشق بمغفوز و جملہ ہستیا ہوز پس قدم
بردارد اند کوئی عشاقان گذاردہ و اگر عاشق بہ تائیدات خالق از منتقار شاہین عشق بسلامت بگذرد
در مملکت معرفت داد شود و از تشک بیقین آید از ظلمت فصلاست ہوی نبوہد ایت تقوی راجع گردد
و چشم بصیرت باز شود و با حبیب خود برابر از مشغول گردد و در حقیقت دنیا ز بخشاید و ابواب مجاز و بندہ دین تہ

جب کہیں نار ہستی شعلہ فشاں ہوگی اود تو مقبل طریقت عشق ہوگا۔ عشق زندہ نفس کو قبل نہیں کرتا۔
جو طرح باز مردہ چوبے کا شکار نہیں کرتا۔ عشق اپنی ہر آن میں دنیا جہان کو سوختہ کر سکتا ہے
اور جہاں اسکا جھنڈا بلند ہوتا ہے باعتبار ظاہر ویرانی پھیلا دیتا ہے۔ اسکی بادشاہی میں ہستی
کا وجود جبرستہ نہیں رہتا۔ اسکی حکومت میں عقلا کا ٹھکانہ نہیں رہتا۔ عشق کا اگر ماقول فرزند کو
گلجا تا ہے۔ اور دانشمندی کو نابید کر دیتا ہے۔ عاشق سات دریا پی جائے تب بھی پیا سا ہی
رہتا ہے۔ اور تشنگی قلب ہل من مزید کی صدا لگاتی ہے۔ اپنی خودی سے بیگانہ ہوتا اور موجودات
عالم سے جدائی اختیار کر تا ہے۔ کیونکہ عشق کو دونوں عالم سے نا آشنائی ہے۔ اسکے
اند جو پرا دیوانگی ساتھ جاتی ہے۔ لاکھوں مظلوم اسکی کند میں اسیر ہیں اور بے شمار عارف
اسکے تیر کے زخمی ہیں۔ دنیا میں جس سخی کو دیکھو سمجھ لو تو ہر عشق کا ظہور ہے۔ اور جس رخسار
میں زردی پاؤ خیال کر لو نہ ہر عشق کا کرشمہ ہے۔ فنا اسکا ددام ہے۔ اور عدم اسکا مقام ہے۔
اسکا نہر عاشق کے حق میں شہد سے بہتر ہے اور اسکی فنا پر لاکھ بقایں صقہ ہیں۔
پس لازم ہے کہ نہر عشق سے نفس شیطانی کے پردے جلا کر خاک کر ڈالے تاکہ روح لطیف
و پاکیزہ ہو کر سید لولاک مسلم کے مرتبوں اور شانوں کا ادراک و احساس کر سکے۔

تصاوارضادہ و جنگ راصلح بینہ و در مقامانی بقادرک نماید یچشم سرور سرمد آفاق ایجاد نفس عباد اسرار
بینہ و حکمت صوفی اقلب روحانی در مظاہر نامتناہی الہی سیر فرمایید بحر قطرہ بینہ و در قطرہ اسرار بحر حلا
کندہ دل ہر ذرہ کہ بشکافی آفتابیش در میان بینی و سانگ درایں دادی در آفرینش حق بمنیش سلطان
مخالف و معایر نمیند و ہر آن - اتزی فی خلق الرحمن من تفاوت فارح البصر بل تری من فطور گوید
ظلم عمل بینہ و در عدل فضل مشاہدہ کند و در جہل علمہا مستور بینہ و در علمہا صمد ہر حکمتہا آشکار ہوید ادراک
نماید و نفس تن و ہوی بشکند و نفس اہل بقا اس گیرد و بربا نہائی صنوی صعود نماید و ہمار معانی بشتاب
دنگ - سر بہم آیاتانی لافاق و فی نفسہم ساکن شود و بحر حق تہیتن لہم از اہل حق سائر گردد و اگر ظلمی بینہ

آتش عشق سلگہ اور اسیں تمام ہستیوں کو جلا ڈال - اور کو چہ عشاق میں داخل ہو کہ ہمیشہ کا شکار بنا لے
اگر عاشق بتا پیدا زدی عشق کی خون آشام منقار سے سلامت بہرگز رہ گیا تو مملکت معرفت میں پہنچ جائیگا
شاہ کے بدلے یقین حاصل ہو گا - تا یہی گمراہی کے عوض نور تقویٰ دہایت یستر آجائیگا دل کی آنکھ
کھل جائیگی - اپنے صیبے مشغولی نصیب ہوگی - حقیقت و نیاز کے دروازے کھلیں گے - اد جہاز کے
وعدازے بند ہو جائیں گے - اس مقام میں تصا پر نسا ہوگی - روحانی صلح نظر آئے گی - فنائیں بقا کے
معنی محسوس ہونگے - اور چشم ظاہری سے اسرار انجام کار مشاہدہ کرے گا - حکمت الہی کو قلب معانی
میں بے شمار ظہور دں کے ساتھ معائنہ کرے گا - دیامیں قطرہ نظر آئے گا - اور قطرہ میں اسرار بحر
معلوم ہونگے - دل کے جس ذرہ کو چیر کر دیکھیگا - اسیں ایک آفتاب بھلے گا -

سالک اس کو پیر میں حب غلو قاتیت خدا دمی و موجودات ہستی پر نظر ڈالتا ہے تو اسکو
کسی چیز میں نقص و تفاوت معلوم نہیں ہوتا اسلئے ہر وقت کہتا ہے مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ
تَفَوتٍ وَاَمَّا جَمْعُ الْبَصَرِ كُلِّ تَرَىٰ مِنْ فَضْلٍ وَاَمَّا (خدا کی بنا دت میں ہر جگہ کچھ
فرق و تفاوت نظر نہ آتا ہے و پھر نگاہ بلند کر کے دیکھ کوئی فطور ہے یا نہیں) سالک ظلم میں عدل
اور عدل میں نفس کی شان مشاہدہ کرتا ہے - جہل میں سینکڑوں علم پوشیدہ نظر آتے ہیں

صبر نایہ و اگر تفرینہ مر آید۔ حکایت کنند عاشقی سالہا در بحر مشقتش جان میباختہ و آتش فراقش میگردانید
از غلبہ مشق صدرش از صبر خالی ماند و حبش اندوہ نیز بری جت و زندگی و فراق از نفاق میفرودان و آفاق
بنایت و احتراق بود چہ روز ما کہ از بحرش راحت بختہ و بسا شبہا کہ از دردش نخطہ از نصف بدن چوں
ہی گشتہ و از درد دل چوں وائی شدہ بیک شہر و جلش ہزار جان را یگان میداد و میرنہشت طیبیان از
علاجش در ماند و مو انسان از آتش دوری جستانہ بی مریض عشق را طبیب چارہ ندانند کہ نہایت مصیب
و متش گیر دباری عاقبت شجر جایش ثمر باس بجستہ و نار میدش میفسر و تا آنکہ شہی از جان نیز آشد و از
خانہ بیار از رفت ناگاہ اورا عسی تعاقب نمود و او از پیش تاوان و عس از پی دو ان تا آنکہ عسا جمع شدند

اند علوم میں بے شمار مکنتیں جلوہ دکھاتی ہیں۔ اور اک حاصل ہوتا ہے۔ نفس دہوس غارت ہوتے
ہیں اس بقا کے ہر سانس سے انس و محبت ہو جاتی ہے۔

معنوی زمینوں کے ذریعہ آسمان معانی پر چڑھتا ہے۔ اور عشق سننہ یھم ایا قنانی الالافان
و فی انفسہم قریب ہر کہ دکھانگے ہم اپنی نشانیاں چارہ و انگ عالم میں اور وہ
ان کے نفوس میں) کے سہارے دریاے حقیقی یتبیلن کہو انہ الحق
(یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے ان پر کہ وہ حق ہے) کو عبور کر لے چ

حکایت کرتے ہیں کہ ایک عاشق نے برسوں فراق مشوق میں جان ہلکان کی اور
انکی آتش دوری میں (شعنان) گھلتا رہا۔ سینہ اس کا صبر سے خالی رہ گیا اور جسم اسکا
روح سے بیزار تھا اس نفاق کی زندگی کو وہ نفاق میں شمار کرتا اور جان سے نہایت
سندش و طیش میں تھا۔ بہت دن گزر گئے تھے کہ اس نے مشوق کی جدائی کے سبب سے
راحت نہ چاہی تھی اور بہت راتیں گز گئی تھیں کہ مدد محبت نہ سویا تھا چ

بن نصف کے باعث آہ کی صورت اور درد دل سے شل وائی کے ہو گیا تھا۔ جس مشوق
کی شراب پر ہزار جایش قربان کرتا اور میر نہ ہوتی طبیب اس کے علاج سے عاجز تھے اور کوئی

و از ہر طرف را دفرار بر آن بقیر استند و آن فقیر از دل مینالید و با طراف میدوید و با خود میگفت این عسکر بیکل من است کہ با این قیل در طلب من است دیانت را بدلا دست کہ دیکین عباد است آن خستہ تیر عشق بیا و دوان بود و بل ملان تابد یو را باغی رسید و ہزار ہمت و محنت بالائی دیوار رفت دیواری بغایت بلند و دیز جان گذشت و خود را در باغ انداخت دید متوقش در دست چہرہ اش دارد و شخص انگشتی میناید کہ از او کم شدہ ہو و چون آن عاشق دلدادہ مشوق دل برودہ نادید آہ کشید و دست بدعا برداشت کہ اسی خلاصی عسکر عسرت دہ دولت بخشش باقی دار کہ این عس جبرئیل ہو کہ دلیل این عیسی گشت یا اسرائیل ہو کہ حیات بخش این ذیل شد و آنچه گفت فی الحقیقت درست بود زیرا ملاحظہ شد کہ این ظالم کس چہ قدر عدل را ہر مردا

مونس اسکے قریب جانا پسند نہ کرتا تھا۔ ہاں مریض عشق کی چارہ جوئی کو طبیب نہیں جانتا۔ اسکا علاج تو مسیوقت ممکن ہر جبکہ صیب کا ہاتھ اسکی دستگیری کرے (آخر کار) اس کی اُمید کا دخت نا اُمیدی کا پھل لایا اور آتش تنہا اسکی خاموش ہو گئی یہاں تک کہ ایک دن (یہ عاشق صادق) اپنی جان سے بیزار گھر سے نکل بازار کو روانہ ہوا ناگاہ ایک چکیدار اسکے پیچھے دوڑا یہ آگے جاتا تھا اور وہ اسکے پیچھے لگا آتا تھا کہ اسی دوا دوش میں اور بہت سے چکیدار بیچ ہو گئے اور چاروں طرف سے اس بے قرار کی راہ منہ رار بند کر دی یہ فقیر دل سے روتا ہوا چاروں طرف دیکھتا تھا اندل میں کہتا تھا کہ یہ چوکی کھار میری جان کے عزرائیل میں جو اس بلدی کے ساتھ میری حق جو کرتے ہیں یا یہ میرے حق میں (شہر دں کے شاہد ہیں جو لوگوں سے بغض رکھتے ہیں اسی فکر پریشانی میں یہ تیر عشق کا زخمی بھاگتا دوڑتا چٹھائے دل سے (پروہ کی گرد و عبا رکھ) روتا دہوتا ایک باغ کی دیوار کے قریب پہنچا اور ہزار محنت و مشقت دیوار کے اوپر چڑھ گیا اگر چہ دیوار بہت بلند و کچی مگر عاشق تو سیلے ہی جان سے گزر چکے تھے۔ اپنے تئیں باغ میں گر ادیا۔

۱۲ سپاہی + + +

وچہرہ تناد پر وہ پہنایا نمودہ بود یک قہر شکنہ صحرائی مشقہ ایچہ مشق و اس نمود و ظلمت فراق را نمود و دل روشن فرمود و بعدیدی را بستان قرب جائی داد و علیی الطیب قلب را نمود و حال آن عاشق کو انفر بین بود و اول بر سر محبت مینمود و عایش میگفت و آن ظلم را عدل میداد چوں از آخر محبوب بود و اول نالہ آغاز نمود و بشکایت زبان کشودہ و لکن سازاں حدیقہ عرفان چوں آخر زاد اول مینہ لہذا جنگ مسلح و قہر آتش ملاحظہ کنند و ایں رتبہ اہل ایں دادی است و اہل دادی ہائے فوق ایں دلی قل و آخر ایک میند بلکہ اول سیند نہ آخر لامل و لا آخر میند بلکہ اہل دین بقا کہ در وضعہ خضر آسا کنند لامل و لا آخر ہم میند از او لہا دگر یزد و باخرا در ستیز زیر کہ حوالہ اسرار را طری نمودہ اند و از عوام مصفاست چوں

اب دیکھتے ہیں کہ انکا مشق (جسکی جستجو میں ان کی عمر گزرتی تھی) ہاتھ میں چراغ لئے ہوئے اپنی گم شدہ انگشتری ڈھونڈ رہا ہے۔ جب اس عاشق دلاوہ کی اس مشق دل بردہ پر نظر پڑی تو اس نے ایک آہ کی۔ اور ہاتھ پھیلا کر دعا کرنے لگا کہ اے خدا اس چوکیدار کو عزت و دولت عطا کر اور باقی رکھ کہ یہ میرے حق میں حیرتیں تھا جسے مجھ گم راہ کی رہنمائی کی یا اسرافیل تھا کہ اس ذیل کو حیات تازہ بخشی۔ اس عاشق نے جو کچھ اس وقت بیان کیا در حقیقت درست تھا کیونکہ انجام کو ملاحظہ کرنے سے معلوم ہو گیا کہ چوکیدار کے اس ناروا ظلم کے اندر کس قدر عدل پوشیدہ تھے اور کتنی جتنیں دہرہ وہ شخص ایک ذرا سے قہر میں صحرا عشق کے پیاسے کو دیکھائے مشق سے ملا دیا اور سراق کی ظلمت کو دصال کے نور سے روشن کر دیا ایک دور افتادہ کو قرب کے باغ میں جگہ دیدی اور بیمار کو دل کے طبیب کا رستہ بتا دیا۔ اس عاشق کو اگر اپنے انجام کی خبر ہوتی تو پہلے ہی چوکیدار پر بہت مہربانی کرتا اور دعائیں دیتا اور اس کے اس ظلم کو عدل سمجھتا مگر چونکہ انجام کی اسکو خبر نہ تھی اسواسطے ابتدا میں نالہ و فریاد کی اور اسکی زبان پر شکایت جاری ہوئی۔ بارغ عرفان کے مسافر چونکہ انجام کو پہلے ہی دیکھ لیتے ہیں لہذا جنگ میں صلح اور قہر میں آشتی ملاحظہ کرتے ہیں یہ رتبہ اس مقام کے لوگوں کا ہے۔

برقی درگزشتہ اند چنانچہ میفرماید کمال التوحید نفی الصفات عنہ و در ظل ذات ممکن گرفتہ اند انیت کہ خواجہ
عبدالقدوس اسد تعالیٰ اسرہ العزیز در این مقام کلمہ دقیق و کلمہ لطیف و معنی اہدنا الصراط المستقیم فرمودہ
و ان انیت کہ بنہائی ہمارا راست یعنی محبت ذات خود و مشرف دارا از التفات بخود و غیر تو آزاد گشتہ
بنہائی گرفتار تو کہیم جز تو اندانیم جز تو نہیںیم و جز تو نہیںیشیم بلکہ ان میں مقام ہم بالا در دنیا چنانچہ میفرماید
جواب میں الحب والحبوب بیش از یک سخن مراد ستونیت در این وقت صبح معرفت طلوع
و چرخ ہائی سیر و سلوک خلدوش گشت + دہم موسیٰ با ہمہ نور و ہنر + شادان محبوب توبی پر ہر +
اگر اہل لازم و نیاز می پیراے ہمت اولیا پر داز کن تا اسرار دست مینی دبا نور محبوب رسی

اور جو لوگ اس سے بالا مقام میں ہیں وہ اول و آخر کو ایک سمجھتے ہیں بلکہ نہ اول دیکھتے ہیں
نہ آخر ان کے نزدیک لا اول و لا آخر ہے اور جو لوگ کہ شہر بقا کے باشندہ ہیں جھڑوں کے روضہ
خضر میں مقام کیا ہے وہ بھی لا اول و لا آخر ہی دیکھتے ہیں اول و آخر سے ان کو کچھ ہر دکار
نہیں کیونکہ وہ لوگ عوالم اسما کو طے کر کے عوالم صفات سے مثل برق کے گزر گئے ہیں۔
چنانچہ ایک بزرگ کا قول ہے کَمَإِلُ التَّوَحُّدِ نَفْيُ الصِّفَاتِ عَنْهُ۔ اور ان لوگوں نے
(خاص، ذات، پاک، کے سایہ میں سکونت اختیار کی جو یہی بات ہے کہ خواجہ عبدالقدوس
اسد نے اس مقام کے متعلق ایک باریک کلمہ اور لطیف کلمہ اھدنا الصراط
المستقیم کی تفسیر میں فرمایا ہے جو یہ ہے کہ ہموں راست دکھائیے اپنی ذات پاک کی
محبت سے سوزنا کہ تاکہ ہم اپنے اور تیرے غیر کی طرف التفات کرنے سے آزاد ہو کر
بالکل تیرے ہی گرفتار ہو جائیں تیرے سوا نہ کسی کو جانیں کسی کو دیکھیں اور نہ کسی کا اندیشہ کریں
بلکہ او لوگ، اس مقام سے بھی اوپر پہنچتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ

سند بیہنہ توحید کا کمال یہ ہے کہ ذات کو بعبیر صفات کے ملاحظہ کرے ۱۲

۱۳ ہدایت کر ہموں سے راستہ کی ۱۲ + + + + +

انا لله والحمد لله رب العالمین و سالک بعد از سیر وادی معرفت کہ آخر مقام تحدید است باول مقام توحید
دھل شود و از کاش تجرید نبو شد و در نظر تفرید سیر نماید در این مقام حجاب کثرت برود و از عوالم
شہوت بہر پردہ در ہمار وحدت عروج نماید بگوش الی بٹنود و چشم ربانی اسرار صغ صمدانی بہبت
بخلو تختانہ دوست قدم گذارد و محرم بر ارق محبوب شود و دوست حق از حیب مطلق بر آرد و اسرار قدر
ظاہر نماید و صف داسم و رسم از غو بنیند و صف خود را در وصف حق بیند و اسم حق را در اسم خود ملاحظہ
نماید ہمہ آواز ہا از شدہ اند و منبع نعمات را از او شنود و بر کسی قل کل من عند اللہ جالس شود و بر براط لادول
ولا قوۃ الا باللہ راحت گیرد و در اثنا بنظر توحید مشاہدہ کند و اشراق تجلی شمس الکی را از مشرق ہوت بر

الْحَبِيبَةِ الْحَبَابِ بَيْنَ الْحَبِيبِ وَالْحَبِيبَةِ - اب اس سے آگے کا حال بیان کرنا میرا مستوی
نہیں ہے۔ اس وقت میں صبح معرفت نے طلوع کیا۔ ہے۔ سیر و سالک کے چپ رخ
خاموش ہیں۔ ہم موسے باجمہ نور دہنر و شدان محبوب توبے پر میر و اگر تم اہل
را دینا نہ ہو تو ہمت دینا کے بازوں سے تھکو پر داز کرنی چاہیے تاکہ دوست کے طر
کا ملاحظہ کرو اور محبوب کے انوار تک پہنچ جاؤ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُونَ ۞

وادی معرفت جو مقام تحدید کا آخری مرحلہ ہے سالک اسکی سیر سے فارغ ہو کر مقام
توحید کی پہلی منزل میں پہنچتا ہے اور تجرید کا پیا لہ نوش کر کے بظاہر تفرید کی سیر اسکو
حاصل ہوتی ہے یہ وہ مقام ہے جس میں کثرت کا حجاب دور ہو کر شہوت و خواہش کے
عوالم سے سالک بالاتر پہنچ جاتا۔ اور آسمان وحدت میں عروج کرتا ہے۔ گوش
الہی سے سنتا اور چشم ربانی سے اسرار صغ صمدانی دیکھتا ہے دوست غلبت خانہ
میں قدم مار کر خاص پر وہائے محبوب کا محرم بنتا ہے اور دست حق کو حیب مطلق سے
نکالتا اور قدرت کے اسرار ظاہر کرتا ہے و صف اور اسم اور رسم اپنی طرف سے نہیں دیکھتا

سید بنی نخت ایک پردہ ہے محبوب کے درمیان ۱۲ ۛ ۛ ۛ

ممکنات یکساں مینے و انوار توحید را بزجج موجودات موجود و ظاہر مشاہدہ کند و معلوم آنجناب بود کہ جمیع احتمالات
عالم کون کہ در مراتب سلوک سالک مشاہدہ میکنند از نظر خود سالکت مثالی در این مقام ذکر میشود تا این مسمی
تمام معلوم کرد و ملاحظہ در شمس ظاہری فرمائید کہ بر ہمہ موجودات و ممکنات یک اشراق تجلی مینماید و انضداد
بامر سلطان ظهور بر ہر اشیاء مینماید لیکن در ہر محل باقتضائی استعداد آن محل ظاہری شود و اعطائی بفضی
میکند مثل ایکہ در مراتب بقرصہا و ہیئتہا جلوہ مینماید و این بواسطہ لطافت خود مرات است و در بلور
نار احداث میکند و در ستارہا اشیاء ہاں اثر تجلی ظاہر است نہ قرص و بان اثر ہر شیئی را در ہر موثر با استعداد
اثر بیت میکند چنانچہ مشاہدہ می کنید و بچین الی الختم باقتضائی محل ظاہری شود مثل ایکہ در زجاجہ زجاجی

اپنے وصف کو حق کے وصف میں ملاحظہ کرتا اور ایم حق کو اپنے اسم میں دیکھتا ہے کل فائزین
اُمی کی طرف سے جانتا اور کل نفات اُمی سے مستنار **تَجَلَّى كُلُّ مَلَكٍ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ** کی کرسی پر
جلوس فرماتا اور **كُلُّ حَوْلٍ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ** کے سمجھنے پر راحت پکڑتا اور کل اشیاء
میں توحید کی نظر سے مشاہدہ کرتا ہر اور شمس الہی کی تجلی کا اشراق ہویت کے مشرق
سے تمام ممکنات پر بیاں دیکھتا اور توحید کے انوار کو تمام موجودات پر ظاہر اور موجود مشاہدہ
کرتا ہے +

آنجناب کو معلوم ہو کہ عالم کون کے تمام اختلافات جو مراتب سلوک میں سالک
اپنی نظر سے مشاہدہ کرتا ہے ان کی ایک مثال اس مقام میں ذکر کی جاتی ہے تاکہ مطلب
بخوبی واضح ہو جائے۔ اس ظاہری سورج کو ملاحظہ فرمائیے جو کل موجودات و ممکنات پر
ایک اشراق کے ساتھ تجلی کرتا۔ اور سلطان طور کے حکم سے کل اشیاء پر نور پہنچاتا ہے
مگر یہ نور ہر ایک محل میں اسکی استعداد کے موافق ظاہر ہوتا ہر اور فیض بخشا ہر مثلاً آمینہ
میں سورج اپنے قرص اور اپنی ہیئت کے ساتھ جلوہ انگن ہوتا ہر جبکہ سبب خود آمینہ
سے کہ دو کہ سب خدا کی طرف سے ہیں ۱۲

زرد و سفید تجلی سفید و در سرخ تجلی سرخ ملاحظہ میشود پس اس اختلاطات از قلمت نہ انشاء
ضیاء اگر محل مانع داشتہ باشد مثل جدار و سقف آن محل بالمرہ از تجلی شمس محروم ماند و آفتاب بر آن
تابانیت کہ بعضی از نفوس ضعیفہ چوں اراضی معرفت را سجدہ نفس ہومی و حجاب غفلت علمی حایل
نمودہ اند لہذا از اشراق شمس معانی و اسرار محبوب لایزالی محبوب ماندند و از جہر حکمت دین مبتین سید
المسلین و در ماندہ اند و از حرم جمال محروم شدند و از کعبہ جلال مجور انیت رہتہ اہل زمان و از دہلی
از محل نفس بر نیز دو بر شاخہ رکلت قلب جائی گیرد و بہغات مجازی و آواز ہائی خوش عراقی از لہجہ
ذکر نماید کہ حرفی از آن صبح جسد ہائی مردہ را حیات تازہ ہدیہ بخشند و روح قدسی بر عظام رمیمہ

کی لطافت ہی اور بتور میں سورج آگ پیدا کرتا ہی غرض کہ تمام شیا میں اُسکی تجلی کا اثر ظاہر ہے
مگر اُسکا قرص ظاہر نہیں ہی (سوا آئینہ کے) اور پھر اُسی اثر سے ہر چیز کو اُسکی سفید
کے موافق موثر کے حکم سے تربیت کرتا ہے چنانچہ آپ ملاحظہ کرتے ہیں۔ اور اسی طرح
اُس کے رنگ حسب تقاضا ہر محل کے ظاہر ہوتے ہیں مثلاً ند و شیشہ میں زرد تجلی اور سفید
میں سفید اور سرخ میں سرخ تجلی دکھی جاتی ہی۔ پس یہ اختلاطات محل کی طرف سے ہیں نہ
اشراق ضیاء کی طرف سے اور اگر محل دینی آئینہ) کیواسطے دتجلی کے اُس تک پہنچنے
سے کوئی چیز مانع ہوگی مثلاً دیوار ہو یا چھت ہو تو ضرور وہ محل یعنی آئینہ سورج کی تجلی
سے محروم رہے گا اور آفتاب کی چمک اُسکو نہ پہنچے گی یہی بات ہی کہ بعض نفوس
ضعیفہ نے جو اراضی معرفت کو نفس خواہش کی دیوار اور غفلت و نا بینائی کے پردہ میں
چھپا رکھا ہے۔ تو وہ شمس معانی کے اشراق اور محبوب لایزال کے اسرار سے
مجرب اور دین مبین سید المرسلین کے جہر حکمت سے دور افتادہ ہیں (یہی لوگ)
حرم جمال سے محروم اور کعبہ جلال سے مجبور ہیں۔ زمانہ کے لوگوں کا یہی رتبہ ہے
اور اگر بل نفس کی سچی سے اڑ کر قلب کے پھول کی شاخہ پر جگہ پکڑ لے اور مجازی نفل

ممکنات مبذول دارد و ہزار چنگال حسد و متقار بعضی مینی کہ قصد او نہ نمایند با تمام جد در ہلاک کش
کو شنبلی جلد ایوی خوش ناغوش آید و مز کو مراد ایچہ طیبیہ نمہ نہ بد ایست کہ برائی ارشاد و عید مگنہ اندہ
و دفع کن از مغزو از مینی نہ کام ہا کہ ریح الصدور آید در مشام ہا باری اختلاف محل و اضع و مبرہن
شدہ اما نظر سالک وقتی در محل محدودست یعنی در زجا جات سیر نہ نماید نیست کہ زرد و سرخ و سفید
بیند باین جہت کہ حلال مین عباد و بر پا شدہ عالم را اعیان تیرہ از انفس محدودہ فرا گرفته و بعضی
نظر با شرانق نمودارند و برنی از غم و وحدت نوشیدہ اند جز شمس چہرہ نیستند پس سبب سیر این مقام
مختلف فہم سالکین و بیان ایشان مختلف میشود این است کہ اثر اختلاف در عالم ظاہر شدہ و پیشوایان

اود عراقی چھوڑ گئے ساتھ اسرار الہی کے ذریعہ مصروف ہو جیگا ایک حرمت تمام مردود اجاؤ کو
حیات تازہ و عنایت کرتا اور ممکنات کی بوسیدہ استخوانوں پر مدح قدسی کو بختا ہر دو اس
وقت تم دیکھو گے کہ ہزاروں حسد کے پنجہ اور بعض کی چو پنہیں اس دلیل کا قصد کرتی اور اس کے
ہلاک کرنے میں پوری کوشش سے کام لیتی ہیں۔ ہاں دیکھ لو کہ جس کو خوشبو ناغوش
معلوم ہوتی ہے اور نہ کام دالے کو عطر کی خوشبو سے نامدہ نہیں پہنچتا۔ یہی بات ہے
جو عوام کی ہدایت کے واسطے فرمایا ہے

دفع کن از مغزو از مینی نہ کام کہ ریح الصدور آید در مشام
بارے اس تفصیل سے محل کا اختلاف واضح اور ثابت ہو گیا ہے
لیکن سالک کی نظر ایک وقت تو محل میں محدود ہوتی ہے۔ یعنی شیشوں کی سیر
کرتا ہے یہی بات ہے کہ اسکو زرد و سرخ و سفید دکھائی دیتے ہیں اور اسی سبب سے
لوگوں میں بھگڑے پیدا ہو کر نفوس محدودہ کے عبا نے عالم کو تیرہ و تار کر دیا ہے۔
اور بعض لوگ اشرانق کی چھک پر نظر رکھتے ہیں اور بعض نے شراب و وحدت نوش فرمائی

بعضی در تربیت توحید و اعتقاد و از ان عالم سخن گویند و برنی در عالم توحید و قائم اند و بعضی در مراتب نفس و برنی بالمرہ مختص اند نیست کہ جمال عصمر کہ از بہر جمال نصیب نہ بود و از بعضی تعالی حکم نہ مآید و در ہر عصمر و زمان بر اہل لحد توحید دارد و میا و زند آچہ را کہ خود ہر اس لائق و سزاوارند و لویو اخذ اللہ الس باکسب و ما ترک علی طہر با من و اتیر دکن یوخر ہم الی اجل مسمی ای برادر من قلب لطیف بمنزلہ آمینہ است اس را بصیقل حب انقطاع از ماسوی اللہ پاک کن تا آفتاب حقیقی در آن جلوہ نماید و صبح اندلی طالع شود و معنی لایسب یعنی ولا سمانی و لکن یعنی قلب عبدی المؤمن را آشکارا ہویدار بینی و جان در دست گیری و بہر از حسرت شمار بار تازہ نمائی و چون از ارتجلی سلطان احدیہ بر عرش قلب دل جلوس نمود

سودج کے سوا کسی چیز کو نہیں دیکھتے۔ چنانچہ انہیں تینوں مختلف مقاموں کی سیر کے سبب سے سالکوں کا فہم اور ان کا بیان مختلف ہو گیا ہے جسکے اثر سے عالم میں اختلاف ظاہر ہوا اور ہوتا ہے کیونکہ بعض سالک توحید کے مرتبہ میں ٹھہر گئے ہیں اور وہیں کی باتیں کہتے ہیں اور بعض مقام تکمیل میں قائم ہیں اور بعض نے مراتب نفس میں سکونت اختیار کی ہے اور بعض بالکل ہی حجاب میں ہیں یعنی جاہلان نہ مانہ کہ جنکو بہر حال سے کچھ بھی حصہ نہیں ملا کچھ باتیں (اصل نیچے) بنا دیتے ہیں اور ہر ایک وقت و زمانہ میں اہل توحید پر وہ اعتراض کرتے ہیں جنکے وہ خود لائق و سزاوار ہیں۔ وَلَوْ لَوْ أَخَذَ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا لَسُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرِكَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى۔ میرے پیارے، بھائی پاکیزہ بمنزلہ آمینہ کے ہے اسکو محبت اور انقطاع از ماسوی اللہ کے صیقل سے پاک کر دو تاکہ آفتاب حقیقی اس میں جلوہ فرمائے۔ صبح اندلی طالع ہو۔ اور لا یسب یعنی امر یعنی ولا سمانی وَلَكِنْ لَّيْسَ لِي قَلْبٌ سَلَوِي الْمُوْهِنِ کے معنی ظاہر اور آشکارا دیکھ لو

لہ اور اگر اللہ کے سے ان کو ہر کجا سزاوار نہ کہو کہ انہوں نے کئے تو بہت زمین پس چلے چلے والیو نہ پیرے ولیکن اللہ ایک معرفت تک ملت تیار ہو ۱۰ ملہ نہیری زمین میری گناہیں کو نہ پیرا سلطان ولیکن یہ جو میں ہندیکا دل میری گناہیں کھنکھاتی ہیں اس لیے میں

نور اودنوج اعضا دار کان ظاہر میشود اُن وقت سر حدیث مشہور سر از حجاب یجور برادر لال العبد
 یتقرب الی بالنوافل حتی اجبته فاذا اجتبه کنت وسیع الذی یسبح بہ الخ نیز کہ صاحب بیت غوثی
 نموده دار کان بیت ہمد از نور اور روشن و منور شدہ و فعل و اثر نور از میراست اینست کہ ہمہ باو
 حرکت نمایند و بارہ اوقیام کنند و اینست اُن چشمہ کہ مقربین از ان می نوشند چنانچہ میفرماید
 عیناً یشرّب بھا المقربون و دیگر آنکہ سب و در این بیانات راجع حلول و یا تنزلات عوالم حق و
 مراتب خلق و دو بر آنجانب شبہ شود زیرا کہ ہذا تہ مقدست از صعود و نزول و افعول و خروج لم یزل
 از صفات خلق غنی بودہ و خواہد بود و نشناختہ اورا احدی و کجہ اورا نیافتہ نفسی کل عرفاد وادی

اور جان کو تھیں لیلو اور ہزار حسرت با تازہ پر سے نثار و قربان کرد و جب سلطان احدیت
 کی تجلی کے نور قلب و دل کے عرش پر جلوس فرماتے ہیں اُن کا نور تمام اعضا اور ارکان
 میں جلوہ گر ہوتا ہے اور اسوقت مشہور حدیث کا ماز ظلمانی پرودہ سے سر باہر نکالتا ہے
 لَا یَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالْاَوْفَالِ حَتّٰی اُحِبُّہٗ فَاِذَا اُحِبُّہٗ کُنْتُ مِمَّحَمَّدٍ الَّذِی
 یَسْمَعُ بِمَا رَخِیْلُ سَیَلُہُ کہ صاحب خانہ اپنے مکان میں تجلی فرماتی ہے اور مکان کے تمام گوشے
 اُس کے نور سے روشن اور منور ہو گئے ہیں اور اس نور کا فعل و اثر نور بخشنے والے کی طرف
 سے ہر ادیبی بات ہو کہ سب اُسکے ساتھ حرکت کرتے ہیں اور اُسی کے ارادہ سے ان کا
 قیام کرنا ہے ادیبی وہ چشمہ ہے جس میں سے مقربان بارگاہ فی نوشی کرتے ہیں عیناً یکتب
 بھا المقربون۔ دوسرے یہ بات ہو کہ ان بیانات سے حلول یا تنزلات عوالم حق کی
 مراتب خلق میں بونہ آئے اور آپ کو اس قسم کا شبہ پیدا نہ ہو۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ

لے یعنی بندہ میری طرف نوافل کے ساتھ تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُس سے
 محبت کرتا ہوں پس جب میں اُس سے محبت کرتا ہوں تو میں اُسکا وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ
 سنتا ہے ۱۲۔ ایک چشمہ جو جہیں سے مقرب لوگ نوش کرتے ہیں ۱۳۔ + + +

معرقتی سرکردن وکل اولیا و ادراک ذاتش حیران منزه است از ادراک ہر مدی و متعالیست از ادراک ہر عالمی التبیل مسدود و الطلب مردود و لیلۃ آیاتہ وجودہ اثباتہ انیت کہ عاشقان روی جانان گفتہ اند یا من دل علی ذاتہ بذاتہ و متترہ عن مجاہستہ مخلوقاتہ عدم صرف کجا تواند در میدان قوم اسپ دو اند و سایہ فانی کجا بخورشید باقی رسد صیب لولا کہ ما عرفنا کہ فرمودہ و محبوب او او نے ما بلغنا کہ گفتہ بی ایس ذکر ما کہ در مراتب عرفان ذکر می شود معرفت تجلیات شمس حقیقت است کہ در مراتب تجلی میفرماید و تجلی آن نور در طلب بہست دکن بحجاب نفسانیت و شیونات عرفیہ محجوبت چون شمع زیر فانوس صدید چون فانوس مرتفع شد نور شمع ظاہر کرد و دو پیمین چون خرق جہات نیکہ

بناہ صعود و نزول اور دخول و خروج سے مقہم دہری اور ہمیشہ صفات مخلوقات سے غنی ہے اور رہیگا۔ کسی نے اسکو نہیں پہچانا اور نہ اسکی حقیقت کی طرف راہ پائی ہر تمام عرفا اس کی معرفت کے میدان میں سرگردان اور کل اولیا اسکی ذات کے ادراک میں حیران ہیں وہ ہر ایک درک کے ادراک سے منزه اور ہر ایک عارف کے عرفان سے بلند ہے التَّبِيلُ مَسْدُودٌ وَ الطَّلَبُ مَرْدُودٌ وَ كَيْلُهُ اَيَاتُهُ وَ وَجُودُهُ اَشْبَاهُهُ۔ اور یہی بات ہے کہ عاشقان روی جانان فرماتے ہیں۔ يٰمَنْ دَلَّ عَلٰى ذَاتِهِ بِذَاتِهِ وَ تَنَزَّاهُ عَنْ مَجَاهِسْتِ مَخْلُوقَاتِهِ عدم صرف میں یہ طاقت کہاں ہے کہ میدان رتدم میں اسپ دورانی کر سکے اور سایہ فانی میں کیا تاب و توان ہے کہ خورشید باقی تک پہنچ سکے صیب لولا کہ نے ما عرفنا کہ فرمایا ہے اور محبوب او او نے ما بلغنا کہ ارشاد کیا ہے۔ ہاں یہ جو باتیں مراتب عرفان میں ذکر کی جاتی ہیں یہ تجلیات شمس حقیقت کی معرفت

سہ راستہ بندہ اولادش سے کی گئی ہر اُسی دلیل اس کی آیات ہیں اور اسکا وجود اسکا اثبات ہے ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸

از وجہ تلب نہائی انوار احدی طالع شود پس معلوم شد کہ از برای تجلیات ہم دخول خروج نیست تا چہ رسید
 بآن جہر وجودہ سر مقصودای بر آمدن در این مراتب از روی تحقیق سیر حسانہ از روی تقلید و سالک
 ملاحد باش کلمات منع بخند و ہمینہ اشارت سد نماید + پردہ چہ باشد میان عاشق و معشوق پس سد کند
 نہ مانع است نہ حایل و اسرار بسیار و اغیار بہ شمار ستر محبوب را دفتر ہا کفایت نکند و بایں الواح انعام
 نیاید باینکہ حرفی پیش نیست و در مری پیش نہ العلم نقطہ کثرۃ الجاہلون و از ہمیں مقام اختلافات
 عوالم را ہم ملاحظہ کن اگر چہ عوالم الہی نامتناہی است و لکن بعضی چہار تہذیب ذکر نمودہ اند عالم زبان و آن
 آنست کہ از برای او اول و آخر باشد و عالم دہر یعنی اول داشتہ باشد و آخرش پدید نہ باشد و عالم مرکز

جو اس نے آمینوں میں تجلی فرمائی ہے اور اس نور کی تہمتی دلوں میں ہے مگر نفسانی مجاہدوں اور مفسرین
 شانوں نے اسکو پوشیدہ کر لیا ہے جیسے کہ شمع آہنی فانوس میں پوشیدہ ہوتی ہے جب اس
 فانوس کو اٹھایا جائے تو شمع کا نور ظاہر ہو جاتا ہے اسی طرح جب ان نفسانی مجاہد کو تم دل کے
 چہرہ سے دور کر دو گے تو احدیت کا نور اُسے طالع ہو گا +

پس اس تفسیر سے معلوم ہو گیا کہ تجلیات کے واسطے بھی آمد و رفت نہیں ہے جبکہ
 سبب سے کہا جائے کہ اس جہر وجود و میر مقصود (یعنی دل) کو کیا پہونچتا ہے اور کیا نہیں
 پہونچتا یعنی تجلیات سے اسے بھائی ان مراتب میں از روئے تحقیق کے سیر کر دے
 نہ از روئے تقلید کے سالک کو دوسرہ ہو کہنایا اسی قسم کا اشارہ کرنا سلوک سے باز نہیں رکھنا
 ہے + پردہ چہ باشد میان عاشق و معشوق + سد کند نہ مانع است نہ حایل +
 اسرار بکثرت اور اغیار بے شمار ہیں محبوب کے راز کو دفتر کے دفتر بھی کفایت نہیں کرتے
 ان چند اوراق میں تو کیسے پورا ہو سکتا ہے باوجودیکہ نہ ایک حرف زیادہ ہے نہ ایک سوز
 العلم نقطہ کثرۃ الجاہلون۔ اور اسی مقام سے اختلافات عوالم کو بھی ملاحظہ فرمائے

۱۲ + + + + + علم (منہ) ایک نقطہ ہے جاہلوں نے اسکو بڑھادیا ہے

اولیٰ ملاحظہ نشود و آخرش مفہوم شود و عالم ازل کہ مزاوِل مشاہدہ شود و نہ آخری اگر چہ در ایں بیانات
اختلاف بسیار است اگر تفصیل ذکر شود کہ است افزاید چنانچہ بعضی عالم سر در بالی ابتدا و انتہا گفتہ اند عالم
ازل را غیب منج لایدرک ذکر نمودہ اند و بعضی عالم لاہوت و جبروت و ملکوت و ناسوت گفتہ اند
و سفر ہائی سیل عشق را چہاں شمرہ اند من الخلق الی الحق و من الحق الی الخلق و من الخلق الی الخلق و من الحق
الی الحق و ہمچنین بسیار بیانات از عرفا و حکماء قبل ہست کہ بندہ متعرض نشدم و دوست ندارم کہ اذکار
قبل بسیار اظہار شود و نیز کہ اقوال غیر را ذکر نمودن دلیل است بر علوم کسی نہ بر مہمت الہی و لکن
انقدر ہم کہ ذکر شد بواسطہ عادت تامل است و تاملی باصحاب علاوہ بر ایں دین رسالہ ایں بیانات نگنجد

اگر چہ عالم الہی انتہائی ہی مگر بعض بزرگان نے ان کے چار مراتب فرمائے ہیں۔ ایک عالم زبان
ادبیہ وہ عالم ہے جسکا اول و آخر ہو۔ دوسرا عالم دہر یعنی وہ عالم جسکا اول ہو اور آخر ظاہر نہ ہو۔
تیسرا عالم سر جسکا اول ظاہر ہو اور آخر مفہوم نہ ہو۔ چوتھا عالم ازل جسکا نہ اول معلوم ہو نہ آخر۔
اگرچہ ان بیانات میں بہت اختلاف ہے مگر ان کو مفصل ذکر کیا جائے تو طویل فصول ہو
چنانچہ بعض نے عالم سر کو بے ابتدا و انتہا بیان کیا ہے اور عالم ازل کو غیب منج کہ جسکا اول و
آخر ممکن نہیں ذکر کیا ہے اور بعض نے عالم لاہوت اور عالم جبروت اور عالم ملکوت و ناسوت ذکر
کئے ہیں۔ اور راہ عشق کے چار سفر شمار کئے ہیں ایک خلق سے حق کی طریقت اور ایک حق سے
خلق کی طریقت اور ایک خلق سے خلق کی طریقت اور ایک حق سے حق کی طرف غرض مسئلہ کسی
طرح کے بہت سے بیانات حکماء و عرفا پیشین سے صادر ہوئے ہیں مگر میں ان کا
معتبر نہ ہوں اور نہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ پہلوں کے اذکار بجزرت بیان
کئے جائیں کیونکہ غیروں کا ذکر کرنا علوم کسی کی دلیل ہے نہ بخشش خداوندی کی اور یہ آتنا بھی جو
بیان ہوا تو محض لوگوں کی عادت کے موافق اور دوستوں کی دل بستگی کیو اسطے ہوا ہے۔
ورنہ اس رسالہ میں ان بیانات کی گنجائش نہیں ہے اور ان لوگوں کے تامل کو بیان کرتا

و عدم اقبال نہ کہ اقوال ایشان نہ از غرور دست بل بواسطہ ظہور حکمت و تجلی مہرست است + اگر خضر
بجگر کشی را شکست + و صد دستی در شکست خضر هست + و الا این بندہ خود را در ساحت یکتا
اجامی خدا معدوم میدانم و مغفوری شرم تا چہ رسد در بساط اولیا سبحان العزلی الا علی
و ازینا گذشتہ مقصود ذکر مراتب سالکین است نہ بیان اقوال عارفین اگرچہ مثال مختصری در اول و آخر
عالم نسبی اضافی زود شد مجد و مثالی دیگر ذکر میشود تا تمام معانی در تمیض مثالی ظاہر شود مثلاً انجذاب
در خود ملاحظہ فرمایند کہ نسبت بہ پسر خود دارند و نسب پدر خود را خود در ظاہر حکایت از ظاہر قدرت
میکنید در عوالم صنع الہی و در باطن بر سر باطن کہ دویدہ الہیہ است در شاپس صدق اولیت اخیت

غور سے نہیں ہے بلکہ بواسطہ ظہور حکمت اندر بخشش خداوندی کی تجلی سے ہے +
کہ خضر در جگر کشی را شکست + و صد دستی در شکست خضر هست + و نہ یہ بندہ تو اپنے
آپ کو دو تہاں خدا میں معدوم جانتا اور فقو د شمار کرتا ہی اندر بساط اولیا میں کیا پہونچ سکتا
ہے فسیحاً کربابی الا علی +

اب یہاں سے آگے چکر مراتب سالکین کا ذکر کرنا مقصود ہے نہ اقوال عارفین کا بیان
کہ نہ اگرچہ ایک مختصر مثال اول و آخر عالم نسبی و اضافی میں بیان کی گئی تھی مگر یہاں ایک قدرتی
مثال نئے طوع سے ذکر کی جاتی ہے تاکہ تمام معانی مثال کے پیرہن میں ظاہر ہو جائیں
مثلاً آپ خود ملاحظہ فرمائیں کہ آپ بہ نسبت اپنے فرزند کے اول اور بہ نسبت اپنے والد
کے آخر ہیں ظاہر میں تو صنعت خداوندی کے عالم میں ہر قدرت سے حکایت کیجئے اور
باطن میں باطنی اسرار پر کہ جو آپ کے اندر خدا کی امانت ہیں پس انہی ممنوں کے ساتھ جو
ذکر ہوتے اولیت اور آخریت اور ظاہریت اور باطنیت کا صدق آپ کے اوپر ہوتا ہے
تاکہ ان چاروں مرتبوں میں جو آپ کو عنایت ہوئے ہیں آپ چاروں مراتب الہیہ کو درک

و ظاهریت و باطنیت باین معنی که ذکر شد برشمای کس تا در این چهار تبه که بشما معایت شد چهار تبه
الیه را در اک فرمایند تا بلبل طلب و جمیع شاخا را ای کُل وجود از غیب دشمنه ندانند بانه هو اول
و آخره و الظاهر و باطن و ای ذکر با در مراتب عوام نسبت ذکر میشود و الا آن رجالیکه بقدمی عالم
نسبت و تفقید را طی نموده اند و بر بساط خوش تجربه ساکن شده اند و در عالمهای اطلاق و امر غیبیه از رفعت
جمیع این نسبتها را بناری خستند و همگی این الفاظ را بنی محو نموده اند و در یک روح شناری میمانند و در هوای
نور سیر می کنند دیگر الفاظ دلیلی رتبه کجا وجود دارد و تا اول یا آخر یا غیر اینها معلوم شود و مذکور شد در این مقام
اول نفس آخر و از نفس اول است و آتشی از عشق جانان بر فروز و سر سبز که در عبادت را بسوزد و

فرامین تاکہ لیلِ قلب وجود کی تمام شاخا اردن پر غیب و شہود سے یہ فغہ سخی کرے **هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ الْبَاطِنُ** یہ ذکر عام لوگوں میں تو کچھ کئے بھی جاتے ہیں مگر جن لوگوں نے کہ ایک قسم میں عالم نسبت و تقید کو طے کر دیا ہے اور تجرید کے بساط خوش پر جابیٹھے ہیں۔ اور اطلاق و امر کے عالموں میں اپنا غمیمہ لگایا ہے انہوں نے ان تمام نسبتوں کو ایک ہی آگ سے پھونک دیا اور ان تمام الفاظ کو ذرا سی غمی کے ساتھ ملوایا ہے۔ روح کے بحرِ بے پایان میں تیرتے اور قدس نور کی ہوا میں سیر کرتے ہیں۔ **دُور** الفاظ اسی رتبہ میں کہاں وجود رکھتے ہیں تاکہ اول یا آخر یا ان کے علاوہ اور کچھ معلوم ہو اور ذکر کیا جائے اس مقام میں اول نفس آخر اور آخر نفس اول ہے **ہے آتشے از عشق** جاناں بر فروز **سر سبز کرم و مہر و راجہ** میرے دوست اپنے اندر ملاحظہ فرمائیے کہ اگر باپ نہ ہوتا اور میاں نہ دیکھا جاتا تو یہ الفاظ بھی نہ سنے جاتے پس اب سب کو بول جاؤ تاکہ توحید کے کمنب میں ادیبِ عشق سے تعلیم حاصل کرو اور اتنا سے راجوں کی طرف

۱۵ ہی پہلے اور پیچھے اور ظاہر اور پوشیدہ ہو ۱۲ + **سے آیت انا لله وانا الیہ راجعون** کی طرف اشارہ ہے یعنی اپنی ہمتی سے خدا کی طرف جائے ۱۲ +

ای دوست من در خود ملاحظہ فرما کہ اگر پرہیزی شدی و پسر ندیدہ بودی این الفاظ ہم نشیدہ بودی پس
 حل ہمہ فراموش کن تا در مصطفیٰ توحید نزد ادیب عشق بیاموزی و از آنا بلاجون رحمت کنی و از
 باطن مجازی بمقام حقیقی خود اصل کرنے و در ظل شجرہ دانش ساکن شوی ای عزیز فقیر فقیر ناماد
 عرصہ بلند غنا وارد شوی و حید را ذیل کن تا از شریعہ عزت بیاشامی و بکج معانی اشعار کہ سنو ال فرمودی
 ہرے پس معلوم شد کہ این مراتب بہتہ بسیر سالک است و در ہر مدینہ عالمی میند و در ہر وادی کچہشتہ
 رسد و در ہر صحرا نغمہ شنود و لی شاہباز ہوائی معنوی را شنناز ہائے بدیع روحانی در دل است
 و مرغ عراقی را آواز ہای خوش مجازی در سر و لکن مستور بودہ دستور غدا ہر بود ۵

بجوع کرد اور باطن مجازی سے اپنے مقام حقیقی میں داخل ہوا اور وہ شجرہ دانش کے سایہ
 میں سکونت پاؤ۔ اسے عزیز نفس کو فقیر بنانا کہ تو نگہی کے بلند مقام میں جا پہنچے ہم
 کو ذیل کرتا کہ عزت کے ساتھ سرسبز می پائے اور تمام معانی اشعار کہ جن کا سوال
 فرمایا ہے ان تک پہنچ جاؤ۔ اس گفتگو سے معلوم ہوا کہ یہ مراتب سالک کی سیر کے ساتھ
 و البتہ ہیں ہر شہر میں سالک ایک نیا عالم دیکھتا اور ہر وادی میں ایک چشمہ پر پہنچتا
 اور ہر صحرا میں ایک (خاص) نغمہ سنتا ہے مگر ہوائے معنوی کے شاہباز کی بل میں
 عجیب و غریب شہنائیاں ہیں اور مرغ عراقی کے سر میں مجازی خوش آواز یان گر
 پوشیدہ ہیں اور پوشیدہ ہی ہیں گی ۵ کہ جو کچھ عقل یا رہم زندہ و نورس ہم قلمسا بکنند
 وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ قَطَعَ هَذَا السَّفَرَ لَا غِلَظَ وَلَا تَبِعَ الْخَوْفَ بَاؤُا زِلْ هَلْ لَمْ يَسْأَلْ
 اس بلند اور اعلیٰ سفر کی سیڑھیاں طے کر کے شہر استننائیں پہنچتا ہے اور اس وادی
 میں دیکھتا ہے کہ استننائہ اتنی کی نسیمیں روح کی طرف سے چل رہی ہیں اور فقر کے
 حجاب کو جلا تی ہیں۔ وَیَوْمَ یُعِیْنِ اللّٰهُ کُلَّ مَنْ سَعَتْہُ کو ختم ظاہر و باطن سے غیبی شہادت

۵ اسلام پر ان شخص پر جسے اس بلند سفر کو طے کیا اور الہادیت کیساتھ حق کی پیروی کی ۱۰۷۵ و جس نے خدا کی پناہ و تکرر بخانی
 سے غنی کر دے گا ۱۲۰ +

گرجیم عقلمابرم زندہ دفوسیم بس قلم با بشکند و السلام علی من قطع ہذا السفر الا علی و اتبع الحق بانوار
الہدی و سلک ہذا قطع معارج ایں سفر بلند اعلیٰ و درینہ استغنا وار و میشود و ریں وادی نسیم شہنا
ہی را بیند کہ از بیداری روح می دزد و حجاباتے فقر رانی سوز و دیوم نمئی اندک لآمن سعتہ را بحکم ظاہر
د باطن و غیب و شہادہ اشیاء مشاہدہ فرماید از حزن بسر و آید و از غم بفرح راجع شود و قبض و انقباض
و بسط و انبساط تبدیل نماید مسافران ایں وادی اگر حظ ہر رنگ سائند انار باطن بدرفت
معانی جالس از لذتہائے بی زوال معنوی ہر وقت از شربہائے لطیف روحانی مشرب زبان در
تفصیل ایں سر وادی عاجز است و بیان بنایت قاصر قلم و ایں سرحد قدم نگذازد و ہذا جزو سوا

اشیا ریں مشاہدہ فرماتا ہے رنج سے سرور ریں آتا اور مستم خوشی میں رجوع کرتا ہے۔
قبض و انقباض کو بسط و انبساط کیساتھ بدل دیتا ہے۔ اس سحر کے رہ نور اگر چہ بطن خاک
نشین میں گرد اصل رفیع معانی پر جلوہ فرما میں بے زوال نعمتوں کا رزق انکو پہنچتا اور
اور لطیف روحانی شرب پینے کیواسطے ہے۔ ان نینوں وادیوں کے تفصیلی بیان سے
زبان عاجز اور بیان قاصر ہے قلم اس میدان میں قدم نہیں اٹھا سکتی اور روشنائی سیاہی
کے سوا کچھ پھل نہیں دیتی۔ ان مقامات میں بلبل قلم کی کچھ اور ہنی نوائیں اور دوسرے
ہی اسرار ہیں جن سے دل پر جوش اور روح و خرد روشن ہے۔ مگر یہ معانی کا محمد
دل سے دل ہی کہہ سکتا اور سینہ کو سینہ ہی سو نہپ سکتا ہے اور عارفوں کے حال
کی تشبیح دل سے دل ہی کر سکتا ہے۔ ایں نہ شیوہ قاصد و نہ حکمت و نہ
لاچار میں بہت سی باتوں سے خاموشی اختیار کرتا ہوں جبکہ مفصل بیان کرنے کی میرے
نظن میں طاقت نہیں ہے اور اگر میں ان کو بیان بھی کروں تو بہت ہی کم بیان
ہونگے۔

اے رفیق جب تک معانی کے اس باغ میں نہ پہنچو گے اس وادی کی شربہ

مُشریاد و میلِ قلب اور این مقامات نوامائی دیگر است و اسرار دیگر کہ دل از او بچوش و روح در دل
 و لکن این معنائی را دل بل باید گفت و سینہ بسینہ باید سپرد و شرح حل عارفان دل
 بدل تواند گفت و ایں نشیوہ قاصد و ایں نہد مکتوب است و اسکت عجز عن امور کثیرہ
 بنطقی لن تخصی و لو قلت قلت و اسی رفیق تا بحدیقہ ایں معانی نرسی از خمر باقی ایں دادی
 پنجہی و اگر چہ ایں از غیر حشم پوشی و از بادہ استغنا بہ نوشی و از ہر کجلی و با و پیوندی و جان نہ
 و دل بازمی روان را یگانہ بر افشائی اگر چہ غیر ی در ایں مقام نیست تا چہم پوشی۔ کان اللہ
 و لم کن معہ من شیئی زیر کہ سالک در ایں رتبہ جمال و دستار و ہر شیئی میندازد نارخار یا میند

باقی کو نہیں چکھ سکتے غیر سے آنکھ بند کر کے بادہ استغنا کو نوش کر لو اور سب سے
 ٹوٹ کر اُسکے ساتھ ملجاؤ اُسکے راستہ میں جان کو نثار کر دو۔ اگر پھر ایں مقام میں
 غیر نہیں ہے جس سے تم آنکھ بند کرو گے۔ **كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَيْئٌ** کیونکہ اس
 مرتبہ کے اندر سالک دولت کا جمال ہر چیز میں دیکھتا ہے جہاں دیکھتا ہے خیا
 یا رہی کی چمک دیکھتا ہے مجاز میں حقیقت کی رمز کو ملاحظہ اور سہ ہوتیت کی صفات
 سے مشاہدہ کرتا ہے تمام تیجے کے پردوں کو ایک آدمے سے جلا کر اور مجاہدوں کو ایک
 مجاہد سے اٹھا کر تیز نظر سے نئی کاریگری کی سیر کرتا اور نرم دل سے دقیق آثار کو
 سمجھتا ہے۔ **فَبَصَّرْتَهُ الْيَوْمَ وَلَدَيْدًا** اسکے شاہد مقال اور کافی احوال ہے۔ بہتتاً
 بحث کے مراتب کی سیجی فارغ ہو کر سالک مقام حیت میں پہنچتا ہے اور
 عظمت کے دریا میں غوطہ کھا کر اسکی حیرت بڑھتی جاتی ہے کبھی تو نگرہ کی ہیل کو
 نفس فقر اور جہر ہر استغنا کو محض عجز دیکھتا ہے اور کبھی جمال و ذوالجلال میں محو ہو جاتا
 ہے اور کبھی اپنی ہستی تک سے بیزار۔ یہ حیرت کی آندھی کیا معانی کے درختوں کو جڑ سے

لے نکالتا اور اُسکے ساتھ کوئی چیز نہ رہتی ۱۲؎ پس آج تیری نگاہ بہت تیز ہے ۱۲؎

وہ مجاز رمز حقیقت ملاحظہ کند و از صفات سرہوت مشاہدہ نماید زیرا پرودہ ہاراباہی منوختہ و جابہا
را بنظر ہی برداشتہ بمصر حدید و صنع حدید سیر نماید و بقلب رقیق آثار و قیق ادراک کند و جہنم الیوم
بصرک حدید اشاہد مقال کافی احوال است و سالک بعد از سیر مراتب استغنائی بحث در ولوی
حیرت و صل میشود و در بحر رائے عظمت غوطہ بخورد و در ہر آن بر حیرتش می افزاید گا ہی
ہیکل غنار نفس فقر می بیند و ہر استتبار و صرف عجز گا ہی محو جلال ذوالجلال میشود گا ہی از وجود
خود بیزار ایں صرصر حیرت چہ درختائے معانی را کلا پانداخت و چہ لغو سہارا کہ از نفس پانداخت
زیرا کلا ایں وادی سالک را در انقلاب آورد و لیکن ایں ظہورات در نظر واصل بسیار عجوب و غریب است

اکھیر کر چینیائی اور کیمنفوس کو نفس سے گراتی ہے کیونکہ یہ وادی سالک کو ایک عجیب
انقلاب میں ڈال دیتا ہے۔ مگر تمام ظہورات واصل کی نگاہ میں نہایت محبوب و مرغوب ہوتے
ہیں اور ہر ایک آن میں وہ ایک نیا عالم اور نئی مخلوق مشاہدہ کرتا ہے حیرت پر حیرت ہوتی
جاتی ہے۔ سلطان احدیت کی نئی نئی صنعتوں میں محو ہو جاتا ہے۔

اے برادر اگر ہم ہر ایک مخلوق میں ذکر کریں تو ہزاروں اعلیٰ درجہ کی حکمتیں اور
لاکھوں علوم بدیہیہ دیکھ لیں۔ دیکھ لیجئے ہمنملہ مخلوقات کے ایک نیندہ لے سکے اندر
کس قدر اسرار و دعیت رکھے ہیں اور کس قدر حکمتیں اس میں مخزون ہیں اور کتنے عوامل
اسکے اندر پوشیدہ ہیں ملاحظہ کیجئے کہ آپ ایک مکان میں سوتے ہیں سب طرف سے
اسکے دروازے بند ہیں اور پھر آپ خواب میں اپنے آپ کو ایک دور و دراز شہر میں
دیکھتے ہیں اور نمبر سیر کی حرکت اور بدن کی مشقت کے آپ اس شہر میں داخل
ہو جاتے ہیں اور نمبر آنکھ کی زحمت کے آپ کو دکھائی دیتا اور نمبر کان
کی محنت کے سنائی دیتا ہے اور بغیر زبان کے آپ بات کرتے ہیں اور بعض
اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آج کی شب جو مقام آپ نے خواب میں دیکھا ہے وہ

و در ہر آن عالم بپیی و خلق جدیدی مشاہدہ کند و حیرت بر حیرت افزاید موصنع جدید سلطان احدیہ شود بی ای برادر دہلوی تفکر نایم صد ہزار حکمت بالغہ بینم و صد ہزار علوم بدیہ بیا موزیم از جملہ مخلوقات نوم است ملاحظہ کن چہ قدر اسرار در او و دیر گذشتہ شدہ است و چہ حکمت در او مخفی گشتہ است و چہ عوالم در او مستور ماندہ ملاحظہ فرمائید کہ شاید بینی بنیواید و در ہای آن بیت بہت است یکترہ خود را در شہر بیدی مشاہدہ می کنید بی حرکت و تعب جسد آن شہر داخل میشود بی حرکت چشم مشاہدہ می کنید و بی محنت گوش بی شنید و بی لسان بفہم می نمایند و کاہست کہ آنچہ شب دیدہ اید وہ سال بعد در عالم زمان بحسب ظاہر بعینہ آنچہ در خواب دیدہ اید می بیند حال چہ حکمت است

عالم زمان میں بحسب ظاہر بعینہ وہی مقام جو خواب میں آپ نے دیکھا تھا آنکھ سے آپ دیکھ لیتے ہیں۔ اسوقت خواب کی چند حکمتوں کا بیان کیا جاتا ہے اور جو لوگ کہ اس مقام کے نہیں ہیں پورے طور سے ادراک نہیں کرتے ہیں۔ پہلی حکمت یہ ہے کہ عالم خواب کیا عالم ہے جس میں غضبیر آنکھ اور کان اذنا تھ اور پیر کے ان سب کا حکم اُس کے اندر ممول ہو جاتا ہے دینے ان اعضا کے کام غضبیر تو سطر ان اعضا کے پورے ہوتے ہیں (دوسری حکمت یہ ہے کہ عالم ظاہر میں خواب کے اثر دینی تغیر) کو آج تم نے مشاہدہ کیا ہے مگر عالم خواب میں یہ سیر تم نے دل پر س پہلے دیکھ لی تھی۔ اب تم کو نسک کر کے ان دونوں عالموں اور ان اسرار میں جو ان کے اندر ودیعت رکھے ہوئے ہیں فرق کرنا چاہیے تاکہ تم تائیدات ربانی اور مکاشفات سبحانی سے فائز ہو اور عالم تسکس کی طرف اڑا سکو۔ یہ نشانیاں خداوند عالم نے مخلوق میں اسیر واسطے چھوڑی ہیں کہ تحقیق کرنے والے اسرار معاد کا انکار نہ کر سکیں اور جو وعدہ ان کو دیا گیا ہے اُسکو سہل نہ سمجھیں مثلاً جیسے کہ بعض لوگوں نے عقل بیاختہ نسک کیا ہے اور جو کچھ ان کی عقل میں نہیں آتا اُسکا انکار کرتے

عنکبوتی کسی تو انڈر ڈسیر غی شکار ہے و اس عوالم کل در وادی حیرت دست دہر و مشاہدہ کرد
و سالک درہم آن زیادتی طلب نماید و کسل نشود این است کہ سید اولین متخیزین و مراتب غفلت
و انطا حیرت بہ رب زدنی فیک تجیرا بہ فرمودہ و ہمچنین تفکر در تمامیت خلق انسان کن کہ این ہم
عوالم اس ہئم مراتب در او منطوی و مستور شدہ ہے و انتخاب انک جرم صغیر و ذکی انطوی العالم
الاکبر بہ پس جہدی باید کہ رتبہ حیوانی معدوم کنیم تا معنی انسانی ظاہر شود و ہمچنین لغمان کہ از چشمہ حکمت
نوشیدہ و از بحر رحمت چشیدہ ہمیشہ ناتوان بجمت اثبات مقامات خسرو موت ہمیں خواب را
دلیل آوردہ و مثل زندہ دیں مقام ذکر مینائیم تا ذکر سی از انخوان مصطلحہ توحید و پیر مراتب تعلیم و

محشر کے اثبات اور موت کے بارے میں اس خواب ہی کو محبت قرار دیا ہے اور اسی
کی مثال بیان کی ہے جسکو ہم اس مقام میں ذکر کرتے ہیں تاکہ اُس میں جائز توحید کے جوان
اور مراتب تعلیم و تجربہ کے پیر کا ذکر اس بندہ غانی سے باقی رہے۔ فرمایا اسے فرزند
اگر تو اس بات پر قناعت اور ہے کہ نہ سوئے تو اس بات پر بھی قناعت ہے کہ نہ مرے اور
اگر تو اس بات پر قناعت ہے کہ نہ سونے کے بعد بیدار نہ ہو تو اس بات پر بھی قناعت ہے
کہ مرنے کے بعد محشر نہ ہو۔

اے دوست تمہارا دل جو اسرار باقیہ کا محل ہے اسکو افکار غانیہ کی جگہ
نہ بناؤ اور اپنی عمر گرا نہایہ کے سرمایہ کو دنیا ربانیہ کے اشتغال میں ہاتھ سے
نہ کھو دو عالم قدس کو چھوڑ کر خاک سے دل بستگی نہ کرو اور مقام اُنس کے
رہنے والے ہو کہ خاکی وطن پسند نہ کرو۔ غرض کہ ان مراتب کے ذکر کی انتہائیں
ہے اور نہ اس بندہ کو اہل زمانہ کے صدمہ سے کچھ فرصت ہے۔ ایں سخن
ناقص بماندو بے ترار ہے دل نہ دارم بے دلم معذور دارم و تسلیم نالہ و نرسا یاد
کرتا ہے اور دل کے دریا میں خون کی موجیں اٹھتی ہیں۔

تجربہ ملاز میں بندہ فانی باقی بماند فرمودای پس اگر قلوبا نشی کہ غزالی پس قادری بر آنکہ نمیری و اگر تپانی
بعد از خواب بیدار نشوی میتوانی کہ بعد از مرگ محض و نیکوی ایدوست دل کہ محل اسرار باقیہ است
محل افکار فانیہ کن و سرمایہ عمر گرانمایہ با اشتغال دنیا می فانیہ از دوست مدہ از عالم قدسی بتراب
دل بند و اہل بساط النی وطن خاکی پسند ہماری ذکر اس مراتب را انتہائی نہ دایں بندہ را
از صدمہ اہل روزگار احوالی نہ این سخن ناقص بماندہ و تقرر دل نہ دارم بیدلم محذور دار۔ قلم تلہ
میکند و مداو تے گردید و چون دل خون مسح میزند چہ لن یصیبنا الا ما کتب اللہ و السلام علی
من اتبع الهدی و سالک بعد از ارتقای بہ مراتب بلند حیرت بودے فقر حقیقی و فنائی اہلی وارد

لَنْ يَصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا وَالسَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى حیرت کے
بلند مراتب میں ترقی کر نیکی بعد سالک فقر حقیقی اور فنا راہی کے مقام میں وارد ہوتا ہوا
اور یہ مرتبہ نفس سے فانی اور خدا کے ساتھ باقی ہونے کا ہے اس مرتبہ میں فقر
اپنی طرف سے اور تو نگری مقصود کی طرف سے ہے اس مقام میں جو فقر کا ذکر کیا
جاتا اس سے یہ مراد ہے کہ جو کچھ عالم خلق میں ہے سالک اس سبب فقیر ہوتا
ہے اور عوالم حق میں جو کچھ ہے اسکے ساتھ غنی ہوتا ہے کیونکہ جب عاشق صادق
اور حبیب موافق اپنے محبوب و معشوق کی ملاقات سے سرفراز ہوتا ہے تو جمال محبوب
کے پر تو اور قلب حبیب کی آتش سے ایک شعلہ نکل کر تمام پردوں اور حجابات
کو جلا دیتا ہے بلکہ جو کچھ کہ عاشق کے ساتھ ہے یہاں تک کہ اسکا مغز و پوست
بھی جل جاتا ہے۔ اور دوست کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا۔ چوں شعلہ کی
اوصاف تسلیم ہیں بسوز و وصف حادث را کلیم ہوا اور اس مقام میں وصل
دنیا کے متعلق کل چیزوں سے پاک ہوتا ہے چنانچہ اگر واصلوں کے پاس شیا
۱۷ ہرگز نہ پہنچے گا کہو مگر جو کہ خدا نے ہمارے واسطے لکھ دیا اور سلام ہو پیر جسے ہدایت کی پڑی کی

شود و اس مرتبہ مقام فانی از نفس و بقای بائد است و فقر از خود و غنائی بمقتصد است و در اس مقام کہ ذکر فقر می شود معنی فقیرست از انچه در عالم خلقت و غنی است با نچه در عوالم حق است زیرا کہ عاشق صادق و حبیب سوافق چون بقای محبوب مشوق رسید از پر تو جمال محبوب آتش قلب حبیب نای مشتعل شود و مجمع سرافات و مجاہدہ بسوزاند بلکہ آنچہ با اوست حتی مغز و پوست محترق گردد و جز دوست چیزی نماند چون تکی کرد اصوات قدیم و پس بسوزد و صفت حادث را کلیم و در اس مقام و اصل مقدس است از انچه متعلق بدنیاست پس اگر در نزد واصلین کسب و صلاحتیاست محمودہ کہ متعلق بعالم فانی است یا شود چه از اموال ظاہریہ باشد و چه از تقاربت نفیہ بائد نیست

محدودہ جو عالم فانی سے متعلق ہیں یا انی نہ جاویں یعنی ظاہری مال و منال یا نفسانی فکر و اندیشے ان کے پاس نہ ہوں تو کچھ ڈر نہیں ہے دن چیزوں کے نہونے سے ان کی عزت و عظمت میں کچھ فرق نہیں آتا ہے) کیونکہ مخلوق کے پاس جو کچھ ہے وہ انہی کی حدود میں محدود ہے اور حق کے پاس جو کچھ ہے وہ اس سے پاک ہے۔ اس بیان کے متعلق بہت کچھ فکر کرنا چاہیے تاکہ اسکا مطلب ظاہر ہو۔
 اِنَّ اَبْرَارَ کَثِیْرًا بُوْنِ کَا سٍ کَانَ مِنْ جُحَہَا کَا فُوْرًا ۝ اگر کافروں کے منہ معلوم ہوں تو مفسد و فاسق معلوم ہو جائے۔ فقر کا یہ مقام ہے جسکی نسبت فرمایا ہے کہ اَلْفَقْرُ فَخْرٌ عَرُی۔ فقر ظاہری اور باطنی کے بہت سے مراتب اور معانی ہیں جبکہ ذکر کرنا میں نے اس مقام کے مناسب نہیں دیکھا اسوسے اسکو وقت فرصت کے حوالہ کیا دیکھا چاہیے کہ خدا کیا چاہتا ہے اور تعین کیا جا رہی کرتی ہے۔ یہ وہ مقام ہے کہ ہر چیز کی کثرت سالک کے اندر ہلاک اور نیست ہو جاتی ہے اور نور شیعہ ذات بقا کے مشرق سے سراپنا پردہ سے لے بیشک نیک لوگ ایک پیالہ سے پیئگے جسکے اندر کافور کی آئیرش ہوگی ۱۲۱ فقر میر خضر ۱۱

زیرِ لکھنچہ نرِ خلقت محدود است بحد و ایشان و آنچه نزدِ حقیقت مقدس از آن این بیان را
بسیار زیاد بیان آشکارا شود و ان الابرار بشر یون من کاس کان مرزا کافور اگر سنی کافور
معلوم شود مقصود حقیقی معلوم گردد این مقام از فقر است کہ میفرماید: الفقر فخری و العزیز فخری
فقر باطنی و ظاہری مراتب و معنیهاست کہ ذکر آن مناسب این مقام ندیم لهذا بعد از وقتی
گذشتیم تا خدا چه خواهد و قضا چه امضا نماید و این مقام است کہ کثرت کل شیئی در سالک مالک
شود و طلعت و چه از مشرق بقدر غطا میریزد و در دهنی و کل شیئی مالک الا و جہد و مشہود
گردد ای حبیب من نعمات روح را بجان دهن گوش کن و چون بصیر حفظش نما کہ ہمیشہ آیام معارف الہی

بایر نکات ہے کل شئی ہا لک الا و جہد مشاہدہ ہوتا ہے۔

میرے پیارے روح کے در لکش انمو کو دل و جان سے سنو اور مثل
آنکھ کے اُن کی حفاظت کرو کیونکہ معارف الہی کے دن ابر نیسانی کی طرح ہمیشہ
مطلوب انسانی کی آراضی پر نہیں برستے اگرچہ سبعین رسان کے فیض میں کسی قسم
کی تعویق یا تعطیل نہیں ہے مگر ہر ایک زمانہ اور وقت کا ایک مفرد لائق اور مقدر
نعمت ہوتی ہے۔ اور اپنے انداز کے ساتھ پہنچائی جاتی ہے و قان من شئی
الا عندنا خزائنه و ما ننزلہ الا بقدر معلوم ط رحمت جانان کا ابر باغ
جان کے سوا کہیں نہیں برستا اور جب سب موسم بہار کے یہ کرم نہیں فرماتا مگر فصلوں
کو اس بڑی فضل سے کچھ حصہ نہیں ہے اور نہ اراضی حبزہ کی اس کرم
میں کچھ قسمت ہے +

بھائی صاحب ہر ایک دریا موتی نہیں رکھتا ہے اور نہ ہر ایک شاخ پھول لاتی ہے

۱۵ ہر ایک چیز ہلاک ہونے والی ہے سوا اُنکی ذات کے ۱۲ ۱۵ اور نہیں ہے کوئی چیز مگر
کہ ہمارے یا ۱۲ اُسکے خزانے ہیں اور نہیں نازل کرتے ہیں ہم اُسکو ایک مقدار معلوم کیا تھ ۱۲

بشاہ ابرنیانی براہی تلوکب انسانی جاری نیست اگرچہ فیض فیاض را تعطیل و توقیف نہ و لکن ہر زمانہ و عصر را زرقی معلوم و مفتی مقدس دست و بقدر و اندازہ افاضہ می شود و ہر وان من نیکی الاعضاء خزانہ و ما تنزلہ الا بقدر معلوم و بحساب رحمت جانان جزیر ریاض جان نہاد و دور غیر ہمارا آن پس کرم نہ را یہ فصول دیگر را ازین فضل اکبر نصیبی نیست دارا ضی جزیرہ را ازین کرم قسمی نہ ای برادر ہر بحر کی کوئو نہار و دہر شانی گل نیار و دہیل بران نسرا یہ پس میل بوستان منوی بگلستان الہی بازگشت و انوار پنج معانی شمس حقیقی راج نشد سی کنید کہ شاید در این گلخن فانی بوئی از گلشن باقی بشنود و در ظل اہل این مدینہ جاوید بمانید و چون باین رتبہ بلند اعلی رسیدی و باین درجہ عظمی

دہیل اسپر سیرا کرتا ہے پس جب تک کہ بوستان منوی کا میل گلستان الہی کو واپس نہ ہو اور صبح سحائی کے انوار شمس حقیقی کی طرف رجوع نہ کریں گے کوشش کرو کہ شاید اس گلخن فانی میں گلشن باقی کی خوشبو آجائے اور اس شہر جاوید کے رہنے والوں کے سایہ میں سکونت اختیار کرو اور جب اس مرتبہ بلند پر پہنچ جاؤ اور اس درجہ عظمی سے فائز ہو تو یار کو دیکھو گے اور غنیار کو بھول جاوے ۵ یار بے پردہ اندر و دیوار ۶ درتجلی ہست یا ادلی الابصار ۷ قطرہ جان سے گزر کر بحر جانان میں واصل ہو گئے ہیں تمہارا مقصود تھا جس کو تم طلب کرتے تھے انشاء اللہ تعالیٰ اس تک کامیاب ہو گے۔ اس شہر میں نور کے حجابات بھی پھٹ کر دور ہو جاتے ہیں۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حُجَابُ سُبُوٰی النُّوْرِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نَقَابُ الْأَنْظُفِ ۸۔ تعجب ہو کہ یار سورج کی طرح ظاہر اور آشکار ہے اور اعیار سونے چاندی کی تلاش میں ہیں۔ ہاں وہ شدت ظہور سے پوشیدہ ہے اور کثرت برزور سے مخفی ہے۔

۱۰ اندر اسکے جلال کا نور کے سوا حجاب ہو اور نہ اسکے چہرہ کی صورت کی سوا نقاب ہو ۱۱ +

خاکرشی یا مینی و غیاں فراموش کنی پدیا رہی پر وہ از در و دیوار ہو و بتجلی آست یا اولی اللہ ہمارا از
 قطرہ جان گزشتی و بحر جانان و اصل شدے اینست مقصودی کہ طلب فرمودی انشاء اللہ جان
 خاکر شوی و ایں مدینہ مجبات نور ہم خرق یشود و زایل میگردد و لا یجلاہ مجاہد سوی النور و لا الہ الا
 نقاب الا نظمو ردی اسی محبوب کہ یار چوں شمس آشکار و و اختیار و در طلب زخارف و دنیا ربلی از شدت
 طہور پنهان مانده و از کثرت بروز مخفی گشته۔ حق عیان چوں مہر در حشاں آمدہ حیف کا ندر شہر کوران آمدہ
 و ایں وادی سالک مراتب وحدت وجودہ و شہود راطی نماید یوحیدیکہ مقدس ازین و دو مقامست
 و اہل کرد و احوال بسے بایں مقال بروز بیان و جدال و ہر کس درین محفل منزل گزیدہ دیا ازین

سہ حق عیان چوں مہر رخشان آمدہ، حیف کا ندر شہر کوران آمدہ، اس صحرا میں سالک
 وحدت وجود و شہود کے مراتب طے کرتا ہے اور اس وحدت سے واصل ہوتا ہے۔
 جو ان دونوں مقاموں سے پاک ہے اور جکا احوال گفتگو اور بیان و جدال میں
 نہیں آسکتا جو شخص اس محفل میں جگہ پکڑتا ہے یا اس باغ کی نسیم پاتا ہے وہ
 خوب جانتا ہے کہ کیا حالت عارض ہوتی ہے۔ سالک کو لازم ہے کہ ان تمام
 سفروں میں بقدر طاقت شریعت کا پابند رہے کیونکہ شریعت ہی درحقیقت طرفیت
 کا ماز اور حقیقت کا ثمر ہے اس سے منحرف نہ ہو اور تمام مراتب میں اس کے ادھر
 کی نسرمانبرداری کا پابند اور اس کے منہا ہی سے روگردانی کی رسی کو مضبوط پکڑے
 رہے تا شریعت کے پیالہ سے اسکو رزق نصیب ہو اور حقیقت کے اسرار کا
 واقف بنے۔ اس بندہ کے بیانات میں سے جو بات سمجھ میں نہ آئے ہو اس کے
 باعث سے کچھ تزلزل پیدا ہو تو اسکو دریافت کر لینا چاہیے تاکہ مشتبہ نہ رہے
 اور مقصود طلعت محبوب کی طرح مقام محمود سے جلوہ گر ہو۔ یہ اس مقام میں کی علامت ہے

یانی کسی یافتہ میدان پر عرض میشود سلک باید مذموجہ اس اسفار بقدر شعری از شریعت
کئی الحقیقہ سطر طریقت و ثمرہ شجرہ حقیقت انحراف نور زدودہ ہند مراتب بذیل طاعت
و طہر مشیت باشد بحیل اعراض از منہای ہمتک تا از کاس شریعت مرزوق شود و ہر اسرار حقیقت
دوقت گردد و ہر چہ از بیانات این بندہ کہ مفہوم نشود و زلزلہ احوال کند باید مجد و سواں شود تا
شبہ نمازد مقصود چل طاعت محبوب از مقام محمود ظاہر کرد و اسفار کہ آزاد عالم زمان انتہائی
پدید نیست سالک منقطع را کراعات فیضی برسد و ولی امر مد فرماید این ہفت رتبہ را در ہفت قدم
طی نماید کہ در ہفت نفس بگردد کہ نفس اذا شمارا عدد دارد و ذلک من فضل علی من یشاہد طایرین ہوتی

میں انتہا ظاہر نہیں ہے سالک منقطع کو اگر فیضی احاد پہنچتی ہے اور کار ساز مدد فرماتا
ہے تو ان ساتوں مرتبوں کو سات قدم میں طے کر لیتا ہے بلکہ سات ساتوں ہی
میں بلکہ ایک ہی دم میں جب خدا چاہتا ہے اور ارادہ کرتا ہے اور یہ اسکا فضل ہے
چہرہ گردنا چاہے ہو اے توحید پر اُٹنے والے اور کجہ تجربہ میں پہنچنے والے
اس مقام کو جو کہ بقا باللہ کا مقام ہے اس شہر میں عارفوں کا انتہائی رتبہ اور عاشقوں کا
آخری وطن شمار کرتے ہیں مگر اس دیار معانی میں فنا ہونے والے کے نزدیک یہ
مقام شہر بند دل کی پہلی منزل ہے یعنی سب سے پہلے انسان کا مدد دل کے
شہر میں ہوتا ہے اور دل کے چار مرتبے مقرر ہیں اگر اس بیان کے لائق لوگ
پائے گئے تو ذکر ہو گا کہ چوں قلم مد وصف میں حالت رسیدہ ہم مسلم
بشکست و ہم کا غزدرید ہو والسلام

میرے پیارے اس محرابِ احدیت کے ہرن کے چند کلال مد پے ہیں اور
اس باغِ صمدیت کے بلبل کے چند چرنچیں پیچھے پڑ گئی ہیں اور اس ہوا لہجی کے
لہجے نے وہ سلک جو سب چیزوں سے جدا ہو کر خدا ہی کی طرف متوجہ ہو گیا ہے ***

توحید واصلین لہجہ تجرید این مقام را کہ مقام بقار باعد است و دین مدینہ منشی رتبہ عارفان و
منشی وطن عاشقان شمرده اند و نزد این فانی بجز معنی این مقام اول شہر بند و دست بی اول
درود انسان است ہمہ رتہ قلب و قلب را چہاں رتبہ مقرر است اگر ہلش یافت شدند کہ رتہ چہاں
قلم در وصف این حالت رسیدہ ہم قلم شکست و ہم کاغذ دریدہ و السلام و ای صیب من این
غزل صحرائی اصدیہ را کلامی چند در بی و این بیلستان صحتہ و شفا کی چند و تعاقب ہاں طایر
ہوائی الہی را غواب کین در کین دایں صید بر عشق را صیاد و مسدود عقب ای شہج را از جلج کین کہ
شاید این سراج را از باد ہوائی مخالف حفظ نماید اگر چہ این سراج را امید چنان ست کہ نہ جانہ

پرنہ تاک میں بغض کا کو آ لگا ہوا ہے اور اس میں ان عشق کے شکار کے پیچھے
حد کا شکاری پڑ گیا ہے۔ اے شیخ ہمت پریشیہ رکھو تاکہ یہ چہراغ بادہ
مخالف سے محفوظ رہے اگر چہ اس چراغ کی نسبت ایسی امید ہو کہ یہ فانوس الہی
میں مشتعل ہو جائیگا اور معنوی طاق میں روشن ہو گا کیونکہ جو گردن عشق الہی
کیساتھ بلند ہوئی ضرور وہ تلوار کے ساتھ گری اور جو سر کہ محبت میں اونچا
ہو ضرور ہوا پڑا اور جو دل کہ محبوب کے ذکر سے پیوست ہوا البتہ خون سے
پڑ ہو گیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے
وَعَشْرُ خَلْبًا فَاحْبُبْ رَأْسَهُ عَنَّا كَقَوْلِكَ
مَنْعَمٌ وَأَحْرَقَ قَسْلٌ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ أَسْبَغَ الْهُدَى - عجیب و غریب فکر سے
مشہور پرنہ کے متعلق جبکہ فارسی میں کجنگ اور اردو میں چڑیا کہتے ہیں جو کچھ ذکر فرمایا
ہے اُس سے معلوم اور محقق ہوتا ہے کہ گویا اسرار معانی سے واقف ہو گئے
ہیں مگر یہ بات ضروری ہے کہ ہر ایک حرف کا ہر ایک عالم میں اصلی اقتضا کے
لئے محبت سے خالی ہو کر نہ لگی بسر کرے کیونکہ محبت کی راحت بھی شقت ہے ابتدا
میں تو اسکی بیماری اور آخر میں قتل ہے ۱۲ +

مشتل گرد و در مشکوۃ معنوی برافروز و نیز گردنی کہ بمشقی الہی بلند شد البتہ بشیر افتد و سر کہ بحجب برافراخت البتہ بنا
 رود و قلبیکہ فکر محبوب پرست البتہ بفنون گرد و فغم ماکل بد و عشق خالیانہ فاحش راحتہ عنانہ فاولہ سقم و آخر
 قتل بد و السلام علی من اتبع الهدی بد آنچہ از بدایع فکر و معنی طیر مصروف کہ بغاسی کجشک مینامند ذکر فرمودند
 معلوم محقق شد گو یا بار سر ز معانی و دقت شدہ اند و لکن ہر حرفی را در ہر عالمی با مقتضای آن مقصودی مقرر
 علی سالکین از ہر سی رمزی و از ہر حرفی سری اوراک می نمایند ہاں حرفات و مقامی اشارہ بتقدیس است
 کہ سی کف مفک عمائیشہ ہونک ثم اقبل الی مولک بد ان نزد نفک قما سوسہ لتقدی ہو مکفی ہو نہ ہو
 ج بجانب غیب الحق ان تہی فیک من صفات الخلق بد شش اشک زبک فی ارضہ لیکر کنی سا چہ دن گانت

موافق ایک ہفتہ منقسم ہونے۔ یاں سالک ہر ایک نام سے ایک رمز اور ہر ایک حرف
 جسے ایک راز معلوم کر لیتے ہیں۔ یہ حروف ایک مقام میں تقدیس کی طرف اشارہ ہیں۔
 ک سے کف کی طرف اشارہ ہے یعنی اپنے نفس کو ان باتوں سے روک جن کو
 تیری خواہش چاہتی ہے اور پھر اپنے سوا کی طرف متوجہ ہو جا۔

ن سے نہ ہمت کی طرف یعنی اپنے نفس کو اسوی المد سے پاک کر تا کہ اپنی روح اس
 کے عشق میں متربان کرے۔

ج سے جنب کی طرف یعنی اگر تیرے اندر (ہنوز) مخلوقات کی صفات باقی ہیں
 پس تو حق کی جانب اختیار کر۔

ش سے شکر کی طرف یعنی اپنے پروردگار کا اسکی زمین میں شکر کرتا کہ وہ لینے
 آسمان میں تیرا شکر کرے۔

گ سے یہ اشارہ ہے کہ تو اپنے اوپر سے محدودہ پر دوں کو ہٹا دے تاکہ
 وہ قدسی مقامات تجھ کو معلوم ہوں جکو تو پہلے نہ جانتا تھا۔ اور اگر تو اس فنا ہونے
 والی چیز یا کے نغمہ سنے تو ہمیشہ باقی رہنے والے پیالے طلب کر فنا و مدد ازل

الساہر فی عالم الاحدیۃ نفس ارشدہ کبہ کفر عنک الحجابات للحدودۃ لتعرفت الا معرفۃ من المقامات القدسیۃ
و انک لو تسبیح نغمات بذہ الطیر النادیۃ لتغلب من الکوس الباقیۃ الائمة و ترک الکوب الباقیۃ الائمة و السلام علی من تبع الہدے
و نیز شیخ مذکور از قلم نیز آفاق در اتم عراق الدخ ججات ضعیفہ و مرا تبسلوک الی احدہ دسیر مقامات چہد کاتہ

ہو العیزۃ المحبوب

ایں ضیاء الحق حسام الدین را وہ کہ فلک در کان چہ تو شاہی نژاد ہو بنمیدانم چرا کچر تیرہ شتہ محبت را
گنجینہ و حمد حکم مودت را شکستید مگر خدا نگردہ قصوری دما را و تہم رسید و یا فتوری و خلوص نیت پیدا
گشت کہ از نظر محو شدم و سو آ آدم ہو چہ مخالفت بیدی کہ ملا طفت بیدی ہو مگر آنکہ ضعیفم و تو اشتام داری ہو

ہونے والے کو زوں کو چھوڑ دے۔ اور سلام ہو اُس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی +

ہو العیزۃ المحبوب

اے ضیاء الحق حسام الدین نژاد + کہ فلک در کان چہ تو شاہی نژاد
میں نہیں جانتا کہ کیوں تم نے یکساںگی رشتہ محبت کو توڑ ڈالا اور دوستی کے مضبوط
عہد کو شکستہ کر دیا کیا خدا سخا استہ ارادت میں کچھ قصور واقع ہوا یا خلوص نیت میں کچھ
فتور پیدا ہو گیا کہ میری طرف سے نگاہ ہٹ گئی اور مجھ کو بھول گئے + چہ مخالفت بیدی
کہ ملا طفت بریدی ہو مگر آنکہ ضعیفم و تو اشتام داری ہو اور یا ایک ہی تیر میں
کارزار سے پھر گئے شاید تم نے یہ نہیں سنا کہ استقامت راستہ کی شرط
اور بارگاہ میں پہنچانے کی یہ سبب ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا
تستقر علیہم الملائکہ و درمی جگہ فرماتا ہو۔ فاستقم كما امرت اسوا سطے وصول الی اللہ

سلاہ بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار خدا ہے پھر وہ اس بات پر قائم ہو گئے ان پر
فرشتے نازل ہوتے ہیں ۱۲ + ۱۳ + ۱۴ + ۱۵ + ۱۶ + ۱۷ + ۱۸ + ۱۹ + ۲۰ + ۲۱ + ۲۲ + ۲۳ + ۲۴ + ۲۵ + ۲۶ + ۲۷ + ۲۸ + ۲۹ + ۳۰ +

ایک تیراز کا رنجش کی مگر تشبیہ آید استقامت شرط لازم است و دلیل درود بارگاہ اقدس اللزین
تعالیٰ بنا ہم استقامت و تضرع علیہم الملائکہ۔ و دیگر مفید۔ فاستقم كما امرت لئلا یستقرین بباط
وصول ایں سلوک لازم دو واجب است، ۱۔ من انچہ شرط بلاغ است باتو سیکیم، ۲۔ تو خواہ از سخنم
پند گیر و خواہ ملال، اگر چه زیارت جواب نامہ ننمودہ ذکر امارت نزد عقلا خطا و بیجا است و مکن محبت
بدیج ذکر تو اعد تویم نامنوخ ننودہ معدوم کرد، قصہ لیلی محواں غصہ مجنون، عشق تو منوخ
کرد ذکر او اہل، نام تو میرفت عاشقان بشنیدند، ہر دو برقص آمد مسامح و قائل ہوئی حکمتہ
اللاہیہ و تنبیہ لربانیہ، من سر ہر ماہ سہ روز الصغیم، بے گمان باید کہ دیوانہ شوم،

کے بہتر و خیر تر پیکر نے دالوں کے واسطے یہ سلوک لازم دو واجب ہر شے
من انچہ شرط بلاغ است باتو سیکیم، ۱۔ تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال، ۲۔
اگر چه تنبیر دیدار جواب نامہ کے ارادت کا ذکر کرنا خطا اور سر اسر بیجا ہے مگر
اس عجیب و غریب محبت نے ذکر اور تو اعد تویم کو منوخ اور معدوم کر دیا،
قصہ لیلی محواں و قصہ مجنون، ۱۔ عشق تو منوخ کرد ذکر او اہل، ۲۔
نام تو میرفت عاشقان بشنیدند، ۳۔ ہر دو برقص آمد مسامح و قائل

حکمت الہیہ اور تنبیہ ربانیہ کے متعلق

مکسر ہر ماہ سہ روز الصغیم، ۱۔ یگانہ باید کہ دیوانہ شوم، ۲۔
ہاں کہ امر و نواہی سہ روزہ است، ۳۔ مدنیہ و دست نہ فیہ و نہ است
میں نے شاہی کے اپنے بحث و مباحثہ اور تدریس و تعلیم کے واسطے
تبریز یا فلس کی طرف حرکت فرمائی ہے اور یا ترقی مدارج کے واسطے سنہج
تشریف لے گئے ہیں۔ میرے سردار آسمانہ نے سلوک پر چڑھنے والوں کے

لیکن اگر فعل سرزدہ است و معذرت نہ فیروز است و شیعہ ہر تحقیق و تدبیر تیریز و تعلیل حرکت فرمودہ
 میا برائی عروج معلوم بحدیج تشریف بردہ آید و آیت من تھا ہر ان سوات سلوک او چار طائفہ پیش نیست
 مختصری ذکر شد و کہ آن خدمت معلوم و سبب ہر گروہ کہ ہر طائفہ را چہ علت است و ہر رتبت اول اگر انکار
 انظار بلکہ مقصود از این ترتیب متعلق نفس است و کن نفس و علاقہ فیہ بالینین مراد است و در این مقام نفس مجربست و مردود
 و مقبول نہ مقہور اگر چہ در اعلیٰ این رتبہ عمل جہال است و لیکن آخر آن جلوس بر عرش جلال
 چنانچہ میفرماید و اے خلیل وقت دبار ہیم دہش و این چہار اطمیار زہر زراکش و تا بعد از مات
 سترحات ظاہر شود و این مقام نفس مرضیہ است کہ میفرماید و فاوخلی فی عبادی و اواخلی صحتی

چار گروہ سے زیادہ نہیں ہیں جنکا مختصر ذکر کیا جاتا ہے تاکہ آپ کو معلوم اور روشن
 ہو کہ ہر ایک گروہ کی کیا علامت ہے اور کیا مرتبہ ہے اول اگر سالک کتبہ مقصود کے
 طالب ہیں تو یہ رتبہ نفس سے متعلق ہے مگر اس نفس سے وہ نفس مراد ہے
 جو اس میں تمام طریقوں کیساتھ قائم ہو اور اس مقام میں نفس محبوب ہے و مردود اور
 مقبول ہے نہ مقہور اگر چہ اس رتبہ کی ابتدا میں جنگ و جدل پیش آتی ہے
 مگر آخر میں جلال کے تخت پر جلوس ہوتا ہے چنانچہ فرماتے ہیں و اے خلیل
 وقت دبار ہیم دہش و ایں چہار اطمیار زہر زراکش و تا کہ مرنے کے بعد
 زندگانی کا زمانہ ظاہر ہو۔ یہ مقام نفس مرضیہ۔ فاوخلی فی عبادی و اواخلی صحتی اس
 مقام کی بہت سی اشارتیں اور بے شمار دلائل ہیں یہی بات ہے کہ فرمایا ہے مَن نَحْنُ
 اَيَّا تَنَا فِي الْاَفَاتِ وَ فِي اَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْاَحْيٰى لَا الْاَمْوَاتُ اس

۱۷ پس شامل ہو جا تو میرے بندوں میں اور داخل ہو میری جنت میں ۱۲ و عنقیب
 دکھا نیلے ہم انکو اپنی نشانیاں عالم میں اور خود ان کے نفوں کے اندر یہاں تک کہ ان کو
 یہ بات روشن ہو جائے گی کہ بیشک وہی (ذات پاک) حق ہے نہیں ہے کوئی مبود مگر وہ ۱۳ و

ایں مقام را اشارات بیاناست و دلالات بیشمار نیست کہ میفرماید منبریم آیاتانی الا فان فی انفسهم حق
یتبین حکم انما الحق لا اله الا هو پس معلوم میشود کہ کتاب تغییر باید مطالعہ نمود نہ رسالہ نحر را چنانچہ میفرماید
قرآن یک دکنی بنفک الیوم حیبا حکایت و آورده اند کہ عارف الہی با عالم نخی ہمراہ شدند
و ہمراہ کشیدند تا رسیدند ہنر علی بحر النظمہ عارف بی تاقل توکل فرمودہ در آب راند و عالم نخی چون نقش
بر آب محو گشتہ مبہوت ماند۔ با یک زد عارف کہ چون حمان و چیدی گفت اسی برادر چہ کنم چوں پانی نفتم
نیست سر نہادن اولی بود گفت آنچہ از سیویہ و قواعدیہ اخذ نمودہ و از مطالب این حاسب ابن مالک
محل فرمودہ بریزہ از آب بگردد و محو ملیا بد نہ نحو اینجا بان و اگر تو محوی بے خطر بر آب ران و

تقریر سے معلوم ہو گیا کہ نفس کی کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے نہ نحو کے رسالہ کا چنانچہ
فرماتا ہے اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسنیات
حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک عارف الہی نخی عالم کے ساتھ اور ایک
دوسرے کے ہم را نہ ہوئے یہاں تک کہ دونوں ایک دریا سے عظیم کے کنارہ پر پہنچے
عارف نے بے تاقل و دیا کو طے کرنا شروع کیا نخی بیچارہ نقش بر آب کی طرح محو
ہو کر حیران رہ گئے اور اُلٹے پھرے عارف نے آواز دی کہ اُلٹے کیوں پھرتے
ہو۔ کہا بجائی پھر کیا کروں پیر رکھنے کی جگہ نہیں تو سر رکھنا بہتر ہے عارف نے کہا
سیویہ اور قواعدیہ سے جو کچھ تم نے حاصل کیا ہے اور ابن حاسب اور ابن مالک کے
جو کچھ مطالب تم نے یاد کئے ہیں سب کو دور کر کے پانی پر چلے آؤ

محو میا بد نہ نحو این چہ جان
اور دوسرے فرماتا ہے لا تکلونہا الذین نسوا اللہ فانہم انفسہم اولئک ہم الفاسقون
سلہ پڑہ اپنی کتاب آج تو خود ہی اپنا حساب کر لیکو کافی ہے ۱۲ تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو خدا کو بھول گئے
پس خدا نے خود انہی کو ان کے تئیں بھلا دیا۔ وہی لوگ فاسق ہیں ۱۲ + + + + +

و دیگر مینے **ہ** لاکھ نو کا لڑین نسوا مد فاسا ہم انفسم اولک ہم الفاسقون **ہ** و اگر سالکان سالکان
 حجرہ محمود اندایں مقام راج بعقل میشود و کراور پیغمبر مینا مند و رکن اعظم دانند لیکن عقل کلی ربانی مقصود
 است کہ دیان رتبه تربیت امکان و اکوان سلطنت اوست نہ ہر عقل ناقص بمعنی چنانچہ حکیم
 سنائی ہی گوید **ہ** عقل جزئی کی تواند گشت بر قرآن محیط **ہ** عنکبوت کی تواند کردی مرغی شکار **ہ**
 عقل اگر خواہی کہ تا کہ در عقالت ننگد **ہ** گوش گیرش در پرستان الرحمن دارد **ہ** در این مقام تلام
 بسیار است **ت** ماسم پیشا رگای سالک را متصاعد میناید و گاہی متنازل این ست کمی فرماید
 مرقۃ تجویبی الی عرش العمار و مرقۃ تہلکینی نباء الاعمار **ہ** چنانچہ ستر مکنونہ ازایہ مبارک کہفت

اور اگر سالک حجرہ محمود کے رہنے والے ہیں تب یہ مقام عقل کی طرف رجوع کرتا
 ہے جسکو پیغمبر کہتے ہیں اور رکن اعظم جانتے ہیں مگر اس عقل سے عقل کلی ربانی
 مقصود ہے کہ اس تربیت امکان و اکوان کی رتبه میں اسی کی سلطنت ہے نہ ہر
 ایک ناقص اور بے معنی عقل کی جیسا کہ حکیم سنائی فرماتے ہیں **ہ**
 عقل جزئی کے تواند گشت بر قرآن محیط **ہ** عنکبوت کے تواند کردی مرغی شکار
 عقل اگر خواہی کہ در غفیلیت ننگد **ہ** گوش گیرش در پرستان الرحمن دارد **ہ**
 اس مقام میں تلامذہ و امواج بہت ہیں کبھی سالک کو اوپر چڑھا دیتی ہیں اور کبھی نیچے اتارتی
 ہیں سرتے ہیں کہ **مَرَقَةُ تَجْوِیْبِیْ اِلٰی عَرْشِ الْعَمَارِ وَ مَرَقَةُ تَهْلِکِیْنِیْ بِنَارِ الْأَعْمَارِ**۔
 چنانچہ اس مقام میں بہت سے پوشیدہ اسرار آیت کہفت سے معلوم ہوتے ہیں
 کہ فرمایا ہے **وَ تَرَى السَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَرْتَوِعُ عَنْ مَفْضَمِهِمْ ذَاتِ الْعِلْمِ اِذَا**
غَبَّتْ تَقْرَءُ عَنْهُمْ ذَاتِ الشَّمَالِ هُمْ فِيْ فُجُوْءٍ مِنْ ذٰلِكَ اٰیَاتِ اللّٰهِ مِنْ یَّحْدِیْ اِلَیْہِمْ
اَلْمُتَّحِدُوْ مِنْ یَّضِلُّ فَلَیْسَ مُتَّحِدًا وَّلَیْسَ مُرْتَدًّا اِذَا کُوْنِیْ شَخْصًا اِسْ اِک

لے کبھی تو آپ محکوم کے دہند اتخت کی طرف کھینچ لیتے ہیں اور کبھی آپ محکوم کو کش کر کے ساتھ لے
 کرتے ہیں **مَرَقَةُ** اور تم سو مجھو دیکھتے ہو کہ ان کے مارتوں میں کھنچا ہوا ہے اور جب عروج و پرتاؤ

حکیم سنائی فرماتے ہیں کہ عقل ناقص بمعنی چنانچہ حکیم
 سنائی ہی گوید **ہ** عقل جزئی کی تواند گشت بر قرآن محیط **ہ** عنکبوت کی تواند کردی مرغی شکار **ہ**
 عقل اگر خواہی کہ تا کہ در عقالت ننگد **ہ** گوش گیرش در پرستان الرحمن دارد **ہ** در این مقام تلام
 بسیار است **ت** ماسم پیشا رگای سالک را متصاعد میناید و گاہی متنازل این ست کمی فرماید
 مرقۃ تجویبی الی عرش العمار و مرقۃ تہلکینی نباء الاعمار **ہ** چنانچہ ستر مکنونہ ازایہ مبارک کہفت

در این مقام معلوم می شود که میفرماید: وَ تَرَى السُّعْيَ إِذَا اطَّلَعْتَ تَرَاهُ عَنِ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا اغْبَرْتَ
تَقَرَّبَ مِنْهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ هَمَّ فِي نَجْوَى مَنْهُ ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ الْعَدْنِ يَهْدِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ وَ مَنْ يَضِلْ
فَلَنْ يَجْعَلَ لِهِ مَعْرَظًا أَلَمْ تَرَ كَيْفَ أَشَارَ رَبِّي إِلَى رَبِّكَ إِذْ قَالَ لِيذْ ذَاكَ قَالَ لِيذْ ذَاكَ قَالَ لِيذْ ذَاكَ
كَدْرُ وَصَفِ الْبَرِّ رَجُلًا فَرِيضًا رَجُلًا لَتَلْبِسَهُمْ تَجَارَةً وَ لَتَبْجَعَنَّ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ إِنْ مَقَامُ مِيزَانِ
وَ بَيَانِ امْتِحَانِ وَ دَرِیْ رَتَبَةٍ هَمَّ اسْتِفَادَ ضَرُورَةً وَ دَرِیْ تَعْلِيمِ سَالِكِينَ اِیْنَ تَجْمَعُ مِیْزَانَ تَقْوَاهُ
مِیْلُكُمْ اِلَى الْوَحْمِیْنِ مِیْ فَرِیْضَةٍ اِلَى الْعِلْمِ نَوْرِ قِیَّتِهِ اِلَى الْعِلْمِ قَلْبِ مَنْ یُشَارِ بِسَیِّئٍ اِلَى اَدَاةِ نُوْدِهِ
مُسْتَعْدَّ ذَوْلِ عِنَايَتِ شَدَّ تَاكَلِ سَاقِی كِفَايَتِ خَمْرِ كَرَمَتِ اِزْ زَجَابِ رَحْمَتِ بَیْشَانِ

ہی آیت کے اشارت سے آگاہ ہو جائے تو یہ اسکو کافی ہیں۔ یہی بات ہر جان لوگوں
کی تعریف میں فرمایا ہے رَجُلًا لَا تَلْبِسُهُمْ تَجَارَةً وَلَا يَبْجَعَنَّ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ یہ مقام میزان
اور پورے امتحان کا ہے اور اس مرتبہ میں استفادہ بھی نقصان نہیں کرتا ہے چنانچہ اس
مقام کے بہرہ ور کی تعلیم کے متعلق فرماتا ہے کہ اتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ اور اسی طرح
فرمایا ہے کہ اَللّٰهُ لَمْ يُزَلْ بِقَوْلِهِ اَللّٰهُ عَلَىٰ قَلْبٍ مِّنْ نِّبَاتٍ اَوْسَیْ لَمْ يَزَلْ بِقَوْلِهِ
تیار کر کے عنایت الہی کے نزول کی واسطے مستعد ہو جائے تاکفایت کا ساقی کرم
دبزدگی کی شراب رحمت کے شیشہ سے پئے۔ اَلَا اِنَّ بَدَلَكَ فَلْيَتَّخِذْ
اَلْمَتَّانِ فِئْتُونَ اور میں اسوقت کہتا ہوں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ اور اگر عاشق
لوگ میت مجذوب کے متکف ہیں تب اس سلطنت کے تخت پر طلعت عشق کے سوا
دوسرا جلوس نہیں کر سکتا ہے میں پورے طور سے اس مقام کی تشریح و توصیف
بیان نہیں کر سکتا ہوں ۵

۱۵ خدا سے تقویٰ کرو خدا تمکو تعلیم فرمائے ۱۲ ۱۵ علم ایک نو بہرہ کو سکھاتا جسکے دل پر چاہتا ہے
۱۵ اتنا ہے ۱۲ بیشک اے لوگو اسی کے ساتھ چاہیے کہ رغبت کرینا اے رغبت کریں ۱۲

الان بذكر فليتأخر المتأخرون وحينئذ اقول اما بعد واما اليه رجعون واما عاشقان ازما کائنات
بیت مخدوبند این سرسلطنت راجز طلعت عشق جالس نتواند شد این مقام را شرح نتوانم
ووصف ندانم و با دو عالم عشق را بیگانگی بود اندر او هفتاد و دو دیوانگی و مطرب عشق این
زند وقت سماع و بندہ کی بند و خداوندی صداع و این رتبہ صرف محبت میطلبند و زلال شود
میجوید و در وصف این اصحاب میفرماید و الذین لا یسبقونہ بالقتل و ہم بامرہ یعملون و این مقام
و سلطنت عقل را کفایت می نماید و نہ حکومت نفس را چنانچہ بینی از انبیاء ادر عرض نمود
اہی کیف الوصول الیک قال الحق تفک ثم تعال ایشان قومی ہستند کہ صفت تعال با صند

با دو عالم عشق را بیگانگی و اندوہفتہا دو و دیوانگی
مطرب عشق این زند وقت سماع بندہ کے بند و خداوندی صداع
میرتبہ صرف محبت چاہتا ہے اور دوستی کے آب زلال کی تلاش کرتا ہے ایسے ہی لوگوں
کی تعریف میں فرمایا ہے الذین لا یسبقونہ بالقتل و ہم بامرہ یعملون - یہ مقام
و عقل کی سلطنت کو کفایت کرتا ہے اور نہ نفس کی حکومت کو چنانچہ انبیاء اللہ میں سے
ایک نبی نے عرض کیا کہ خداوند تیری طرف کیونکر پہنچا جائے فرمایا اپنے نفس کو دیشچھا
ڈال پھر اُسکے اوپر سے چڑھ آ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جہنیموں کی صف میں مچھینا اور
صند نشینی کو برابر سمجھتے ہیں اور ایوان جمال کو راہ محبوب میں میدان جدال کے ساتھ
ایک شمار کرتے ہیں - اس حجرہ کے گوشہ نشین کچھ مطلب نہیں رکھتے اور گھوڑا
اڑتے ہوئے چلے جاتے ہیں درست کی ذات کے سوا درست سے اور کچھ
نہیں چاہتے کل الفاظ کو مہمل جانتے ہیں اور تمام مہملات ان کے ہاں مستعمل ہیں
سر اوپر میں کچھ پہچان نہیں رکھتے اور نہ ہاتھ پیر میں کچھ فرق سمجھتے ہیں شراب
کو نفس آب کہتے ہیں اور جانے کو آتا بتاتے ہیں یہی بات ہے جو کہتے ہیں کہ

ایک داند و ایران جال را با میدان جدال در بیل محبوب یک شمرند و متکفین این بیت مطلب
نمادند و مرکب برانند جز نفس دوست از دوست بیچ نہ بینند کل الفاظ را حمل داند و جمیع
حملاترا متصل داند و سر از پائینش دوست از پافرق نیاید سر آب را نفس آب گویند و ذرات
را سر آب خوانید نیست کہ میگویند و وصفی حسن روی تو در خانقہ فتاد و صوفی طریق
خانہ خمار برگرفت و عشقت بنائی صبر بکی خراب کرد و جورت در امید بیکبار برگرفت و
در این مقام تعلیم و تعلم البته عاقل ماند و باطل گردد و عاشقان را شد مدرس حسن دوست و دفتر
و درس سبقتان روی دوست و در شان آشوب و شور و دلولہ و فی زیادت است و باب سلسلہ

وصفی حسن روی تو در خانقہ فتاد صوفی طریق خانہ خمار برگرفت

عشقت بنائی صبر بکی خراب کرد جورت در امید بیکبار برگرفت

اس مقام میں تعلیم و تعلم بالکل باطل اور محض ہو جاتی ہے

عاشقان شد مدرس حسن دوست دفتر و درس سبقتان روی دوست

در شان آشوب و شور و دلولہ نے زیادت است باب سلسلہ

سلسلہ میں قوم حب مشکیبار مسئلہ دور است اما دور یا رہے

خداوند تبارک و تعالیٰ سے مناجات میں فرماتے ہیں

اے خدا اے لطف تو حاجت روا باتو یاد ہیچکس نہ و روا

ذقہ علمے کہ در جان من است وارانش از ہوا و خاک پست

قطرہ دانش کہ بخشیدی ز پیش متصل گرداں بریائے خویش

اور اس وقت میں کہتا ہوں کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ المؤمنین القیوم

اور اگر عارف و اعلان طلعت محبوب سے ہیں تو یہ مقام عرش فواد اور سر نشاد

ہے اور یہی اچھی رمز کی جگہ ہے کہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور جواوہ فرماتا ہے

سلسلہ میں قوم جبرئیل کا بار ہو مسئلہ دو راست آما دوریا رہے فی المناجات اللہ تک و تعالیٰ
ای خدای لطف تو حاجت ردا با تو یاد چکس نہ ہو رواۃ ذرۃ علی کہ در جان من است نہ ہاش
از ہوا خاک پست و قطره دانش کہ بخشیدی ز پیش و متصل گردان بدیا ہای خویش و
اذا اقول لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیین القیوم و اگر عافان از دوا صلاحت مجو بند ان مقام
عرش فواد است و سر نشاد این محل رمز فیض بالنا و حکم باریہ است کہ اگر گل من فی السہوت
والارض الا یوم یفزع فی الصور شرح ای مدینہ شریف و سر لطیف را فرمایند البتہ از عمدہ حرفی
بر نیامند و احصا نتوانند زیرا کہ ان مقام قدر است و سر مقدار نیست کہ شوال نمود از این مسئلہ

و حکم کرتا ہے اگر تمام آسمان و زمین کی مخلوقات قیامت تک اس شریف رمز اور
لطیف راز کی تشریح کریں تو اسکا ایک حرف بھی بیان نہیں کر سکتے ہیں مفصل
بیان کرنا تو شے دیگر ہے کیونکہ یہ مقام تدر ہے اور مفرد کا راز یہ ہے کہ اس
مسئلہ سے سوال کیا فرمایا **مَجْرَحُ خَائِلٍ لَا تَلْجُہُ اَبْدًا** پھر سوال فرمایا **لَیْسَ فَا مَسْئَلًا**
فَسَلِّکَ جو شخص اس رتبہ کا ادراک کرتا ہے ضرور اسکو پوشیدہ رکھتا ہے اور اگر کچھ
بھی اسکو ظاہر کرتا ہے تو ضرور اسکا سر دار پر بلند ہوتا ہے مگر با وجود اسکے خدا
کی قسم کہ جو طالب دیدار سے مشرف ہوتا ہے ضرور یہ ذکر اس سے ظاہر ہو جاتا
ہے کیونکہ فرمایا ہے **اَحَبُّ شَرَفٍ لِّمَنْ لِّکُنْ فِی قَلْبِ اَخْلَافِ اَلْاَہِبِ وَاِنَّ السَّالَکَ**
اِلٰی اللّٰہِ فِی الْمَنْجِ الْبَیضَاءِ وَاَلْکَرِ الْکَمِ اَوْ لَنْ یَعِیْلَ اِلٰی اَمَقَامٍ وُطِنَ اِلَّا مَجَتْ
الصُّفْرَاءُ عَمَّ اِنِ اَبْدَى النَّاسِ مَنْ لَمْ یَخَفِ اللّٰہَ اَخَا فَا اللّٰہُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ وَمَنْ
خَافَ اللّٰہَ یَخَافُ مِنْهُ کُلَّ شَیْءٍ

مسئلہ ایک سالہا یہاں رہنے ہو تو کسی اسکو طے نہیں کر سکتا ۱۷۵ افیمیری راستہ ہو تو اس میں نہیں سکتا ۱۷۶
محبت ایک شرافت ہو جو خود زود و پرک سے دس میں نہیں ہوتی اور یقیناً خدا کی طرف راستہ ملنے والا ہو
راستے اور سرگرمی میں ہوا اپنے وطن کے مقام میں نہیں چوٹ سکتا ہے گوان چیزوں سے قالی ماعتہ جو
لوگ پاس ہیں اور جو خدا سے نہیں ڈرتا خدا اسکو ہر ایک چیز سے دانا ہی اور جو خدا سے ڈرتا ہی اس سے

فرمودند بہ بحر ذخائر لایحہ ابد باز سوال فرمودند فرمودند بلیل و ابرس لاتسلک و ہر کس اوراک اس
تہ بنو العقبہ ستر نہاید و اگر شمی انظار دارد و یا باران نہاید البتہ ستر او بردار مرتفع خواہد شد باوجود این قسم بخدا
کہ اگر طالب مشہودی گشت نہ کوری آمد زیرا کہ میفرماید بحسب شرف کمین فی قلب الخائف الارباب
وان السک الی المونی منج البیضا والکین الحمر ان یصل الی مقام وطنہ الایحہ الصفرار عافی ایدی
الناس ومن لم یخف الصدا خافہ الصدم من کل شیء ومن خاف الصدمات من کل شیء و پاریسی گو کہ
تازی خوشتر است عشق را خود صدمہ بان دیگر است و چہ ملیح است این فرطین مقام
گرد عطا بخشد انیک صدمش دلہا و در تیر بلا آید انیک بدش جانہا و اگر مخالف کلم کتاب

پاریسی گو کہ چہ تازی خوشتر است عشق را خود صدمہ بان دیگر است

چہ ملیح است این فرود این مقام

اگر جنبش کے سوتی عنایت کرے تو اسوقت اُن کے صدف دل ہیں اور اگر بلا کے
تیر آئیں تو اُن کا نشانہ جانیں ہیں۔ اگر حکم کتاب کے مخالف نہوتا تو میں اپنے قاتل کو اپنے
مال میں سے حصہ دیکر وارث بنا دیتا اور اسکا احسان مند ہو کر اس کے ہاتھوں کو
آکھنوں سے لگانا مگر کیا کروں کہ نہ تو مال رکھتا ہوں اور نہ سلطان قضا نے ایسا حکم
جاری فرمایا حَبِیْبُذِ ابْجَدُ مِلْحَمَةُ الْمَسَاكِينِ قَمِصِ الْهَاءِ عَنْ يَوْسُفَ الْكُفَاءِ
وَإِنِّي وَجَدْتُهَا قَرِيْبًا إِنَّ أَسْتُمْ مَجْدُ وَنَا بَعِيدًا ۛ

بوتے جانی سوئے جانم میرسد بوتے یار مہر بانم میرسد
از برائے حق صحبت ساہا باز گو حالے ازل خوش حالہا
تا زمین و آسمان خندان شود عقل و روح و دیدہ صدفندان شود

سہ میں اسوقت مشک کی خوشبو دشمن پوش کے کرتے سے پارہا ہوں اور میں اسکو
قریب پاتا ہوں اگرچہ تم اسکو دور پاتے ہو ۱۲۰

نی بود و البتہ قاتل خود را ازال خود متست میدادم و ارث می بخشیدم و منتش می بردم و متش
 بر شرم میالیدم و لیکن چه کنم نہ مال دارم نہ سلطان قضا چنین امضا فرمودہ ہے **حسینذا جبرائیلہ الملک**
من قضا الحار عن یوسف البحار کانی و جبرائیلہ انتم تجدونہا بیدہ بوی جانی سوی جانم میرسدہ
 بوی یار ہر بانم میرسدہ از برای حق صحبت سالما بازگو عالی از آن خوش حالما ہا تا زین آسمان
 خندان شود ہا عقل در روح دودیدہ صد چندان شود ہا ایں عمل محبوبت و محو با تست محبت را دور
 ایں رتبہ را ہی نیست و مودت را مقامی چنانچہ میفرماید ہا **الحبۃ حجاب بین المحب والمحبوب محبت**
 در ایں مقام نقص حجاب بیشہ و آنچہ غیر از نو است عطا میگرد و ایں است کہ حکیم سنائی میگوید۔

یہ مقام صحو محبت اور تجربات کا ہے نہ محبت کا اس رتبہ میں راستہ ہے اور نہ موت کا
 مقام ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ **أَلْحَبْنَدُ حَجَابَ بَيْنِ الْحَبِيبِ وَالْمُحِبِّ** یہ وہ مقام ہے
 کہ پیر بہن بھی اس میں حجاب ہوتا ہے اور اُس کے سوا کچھ ہے پر وہ بن جاتا ہر
 حکیم سنائی کہتے ہیں ۷

سوئے آن دلبر نہ بود بیچ دل باز دو با چنان گلرخ منجید بیچ تن با پیرین
 کیونکہ یہ عالم امر ہے مخلوق کے اشارات سے بالکل منزہ اس مقام کے لوگ بابط
 نشاط پر نہایت خوشی و انبساط کے ساتھ اُلُوہیت (خدائی) کرتے اور ربوبیت فرماتے
 ہیں اور عدل کے غالیچوں پر شکن ہو کر حکم چلاتے ہیں اور ہر ایک خدا کو اُس کے
 قدر و اندازہ کے موافق بخشش فرماتے ہیں۔ اس پیار کے مے نوش عزت کے
 قیوں میں عرش قدم پر ساکن اور خیمائے رفعت میں کرسی عظمت پر جلو فرما
 ہیں۔ **أَلَذَّيْنِ لَا يَرَوْنَ فِيهِمَا شُمُوسًا وَلَا زُجُجًا** اس تہ میں بلند آسمانوں کو

۱۷ عبت ایک پردہ ہے محب اور محبوب کے درمیان میں ۱۲ ۷ وہ لوگ جو اُس میں نہ

سوی آن دلبر نچو ید بیچ دل با آرزو، با چنان گلرخ نخبید بیچ تن با پیرین * زیرا کہ این عالم امر است و منزہ از اشارات خلق رجال این بیت بر بباط نشاط با کمال فرح و انبساط الوہیت نمایند و ربوبیت میفرمایند و بر نایق عدل متکلم شدہ اند و حکم میرانند و ہر ذی حق را بقدر داندازہ عطا میفرمایند و شاربان این کاس در قباب عزت فوق عرش قدم ساکنند و در غیام رفت بر کبری عظمت جالس - اللہین لایرون فیہا شمشاد لازمہ را در این رتبہ سمو است علی بارض او فی الارض قنارض ندارد و تفاوت بخود زیر کہ مقام الطاف است نہ بیان اصداد اگرچہ در ہر کن و در شان بدیع جلوہ نمایند یک شان پیش نیست این است کہ در این مقام میفرماید

پست زینوں کیساتھ کچھ تعارض نہیں اور نہ وہ فرق ڈھونڈتے ہیں کیونکہ یہ مقام الطاف ہے نہ بیان اصداد اگرچہ وہ ہر ایک آن میں نئی شان کے ساتھ جلوہ فرماتے ہیں مگر کوئی شان پیش نہیں ہے یہی بات ہے کہ اس مقام میں فرمایا ہے لَا تَشْفَعُ شَانُ عَنْ شَانٍ - اور دو کے مقام میں فرماتا ہے کہ تَحُلُّ يَوْمَ هُوَ فِي شَانٍ یہ اس شخص کے کھانے میں سے جسا مزہ خراب نہ ہو اور نہ اس کا رنگ متغیر ہو سکتا ہے اگر تھوڑے متوجہ ہو تو اس آیت کی تلامذت کرو - وَجَّهَتْ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ط دَكْدَلًا فِي بُرَىٰ إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لِيَكُونَ مِنَ الْمُؤَقِنِينَ اسوقت تم اپنا ہاتھ جیب میں ڈال کر قوت کے ساتھ نکالو اور تمام عالم کو نورانی دکھا دو یہ میٹھا اور ٹھنڈا پانی ساتی مجبور کے ہاتھ سے کیسا لطیف ہے اور یہ شراب طہور طلعتِ غمور کے ہاتھ سے کیسی ریقن ہے اور یہ سرور کا

سلہ ہر ذہ ایک ذہنی زانی شان میں ہے ۱۲ سلہ میں نے اپنا مونہ کھولی کے ساتھ اس ذات پاک کی طرف توجہ کیا ہے جسے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں سے نہیں ہوں - اور اسی طرح دکھلائے ہے کہ ہر ایک کو ملک آسمان اور زمین کے تاکہ وہ یقین والوں میں سے ہو جائے ۱۲ * *

و شیخہ شان بمن شان معلوم دیگر ہر کل یوم ہونی شان و کثرت من معلوم الذی لم یتمہ صلوٰۃ و ابجد حروف و ان کے بقدر ہوتے
 فرمائی اللہ ایسے یہ رات کلاوت بینائی و جنت و جہنم لذی نظر السموات والا فضل جنتیہ مسلمانوں اور ان کے بقدر ہوتے
 و کثر لک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض لیکون من الموقنین و اذا داخل یک فی حبیبک ثم اذین
 بالقوة لتشهد انور العالمین و چہ لطیفہ است ایس مام عذاب ازید ساقی محمود چہ رفیق است ایس
 خرم طہراز دست طلعت محمود چہ نیکو است ایس طعام سرور از کاوس کا نور بنیائمن شرب منہا و غرت
 از تماویغ الی مقام معرفت ہمیش ازین گفتن مراد خوبی نیست و بجز انجائش اندر جوئی نیست و بجز
 کہ ستریں بیان کنایہ عصمت کمون است و دفران قدرت مخزون منزہ از جہاں بر میان است و مقدس از تنجیف

طعام کا فوری پیالوں میں کیا سرغوب ہے خوشگوار ہو یہ شہر کو جس نے اس
 میں سے پیا اور اسکی لذت کو پہچانا اور اسکی معرفت کے مقام میں پہنچا جس میں سے
 آگے بیان کرنا میری عادت نہیں ہے

بجز انجائش اندر جوئے نیست و کیونکہ اس بیان کا راز عصمت کے خزنوں
 میں پوشیدہ اور قدرت کے دھنوں میں مدفون ہے بیان کے جوہر متمنزہ
 اور تیمان کے لطائف سے مقدس ہے حیرت اس مقام میں بہت مطلوب
 اور فخر بحث نہایت محبوب ہے یہی بات ہی جو فرماتے ہیں۔ (الغفر غفری اور غفری
 جبکہ ذکر فرمایا ہے کہ قبہاء عزت کے تیجے خداوند تعالیٰ کا ایک گرد ہے جن
 کو اس نے باعث بزرگی کے فقر کی چادر میں پوشیدہ کر لیا ہے یہی لوگ
 ہیں جو اس (خدا) کے آنکھ سے دیکھتے اور اس کے کان سے سنتے ہیں جیسا
 کہ مشہور حدیث میں مذکور ہے اگرچہ آفاق اور انفس کی احادیث و آیات اس
 رتبہ میں بہت ہیں مگر یہاں صرف دو حدیثوں کے بیان پر اکتفا کیا جاتی ہے تاکہ
 مطالعہ کرنے والوں کے واسطے نور اور مشتاقوں کے واسطے سرور پیدا ہو۔

بیتن حیرت دیں یہ تمام بیار محبوب است و فقیر بحق بیار مطلوب ایست کہ میفرماید: الفقر فخری *
و دیگر ذکر شد: مد تحت قباب الحرام لعل احیاء فی رقبہ الفقر اجلالہ: آنہا ہستند کہ از چشم و ملاحظہ نشا
و انگوش و گوش دارند چنانچہ در حدیث مشہور مذکور است: اخبار قیامت آنانی دہنی دریاں رتبہ
بیار و لکن بدو حدیث اکثافرو تا نوری باشد از برای مطالعین و سروری باشد برای مشتاقین۔

قول ایست کہ میفرماید: محمدی الطنی حتی اجمک مثلی اما قول کن فیکون وانت یقول کن فیکون *
و ثانی این است کہ میفرماید: یا بن آدم اتانس باصدا و جدتی و حق ار و حق و جدتی بار: آری یا آنچہ مذکور
شد از اشارات بدیعہ و دلالت منیرہ راجع است بحرف و احوال نقطہ واحدہ و ذلک من سنۃ المدلول تہنئۃ

پہلوی حدیث قدسی: یہ ہے فرماتا ہے۔ اے میرے بندے میری اطاعت
کہ یہاں تک کہ میں تجھ کو اپنی مثل کر دوں میں (جس چیز کو کہتا ہوں کہ ہو جائے وہ
ہو جاتی ہے اور تو جس چیز کو کہے گا کہ ہو جائے وہ ہو جائے گی۔ اور دوسری
حدیث یہ ہے کہ فرماتا ہے اے آدم کے فرزند جب تک تو تجھ کو پائے کسی کے
ساقہ انس نہ کر اور جب تو میرا ارادہ کرے گا۔ مجھ کو نیکی کرنے والا داپنے سے
قرب پائے گا *۔

یہ کچھ عجیب و غریب اشارات اور دلالت بیان ہوئے ہیں صرف ایک حرف
اور ایک نقطہ کی طرف راجع ہیں *۔

ذَٰلِكَ مِنْ سُنَّتِهِ اللَّهُ وَلَنْ يَجْعَلَ لِسُنَّتِهِ اللَّهُ تَبْدِيلًا وَلَا تَحْوِيلًا

ایک رت ہوئی جو اس نوشتہ کو میں نے تمہاری یاد کے ساتھ شروع کیا تھا مگر
پہلا کاغذ جو سو وقت دیکھنے میں نہیں آیا تو ابتداء میں کچھ گلہ اور شکایت ہوئی مگر
تو بیچ تازہ نے اُس کو رفع کر دیا۔ اور اس فقرہ کے ارسال کرنے کا

۱۵۔ یہ خدا کی سنت ہے اور ہرگز تم خدا کی سنت میں تبدیل و تحویل نہ پاؤ گے ۱۲ +

بعد از آنکه بخواند و رقی است کس این نوشته بیاورد و شهادت شروع نمود و چون کافز قبل ملاحظه فرمودی ابتدا
 و شهادت رفت و لیکن توفیق تازه رفع نمود و سبب شد که رتبه را ارسال نماید و از حب بند و در محضرت
 احتیاج اطباء نداشت و کفنی با مد شہید او در خدمت جناب شیخ محمد سید محمد تقی بایں و دو فردا التفت بفرمود
 معروض دارد و من کوئی توجہ کم کہ بر از عرض برین است و من روی تو بنیم کہ بہ از باغ جنان است
 اَوْ عَرَضْتُ اَمَانَةَ الْعَشِقِ عَلَى الْقَلَمِ - ابی ان کملها نصار منصفاً - فلما افاق قال سبحانک انی ثبت الیک و اما
 اول المستغفرین و الحمد لله رب العالمین و شرح این ہجران این سوز جگر بہ این زمان بگذارد و وقت
 دیگر بہ خوشتر آن باشد کہ ستر دہان گفتہ آید در حدیث دیگران و فتنہ و آشوب خون ریزی مجبور میش

آنحضرت سے بندہ کی محبت محتاج بیان نہیں ہے جس کا گواہ خدا کافی ہے جناب
 شیخ محمد صاحب کی خدمت میں صرف ان دو شعروں پر میں نے التفت کیا ہے جناب
 پیش کر دیں ۵

من کوئے توجہ کم کہ بہ از عرض برین است
 اَوْ عَرَضْتُ اَمَانَةَ الْعَشِقِ عَلَى الْقَلَمِ
 ابی ان کملها نصار منصفاً
 فلما افاق قال سبحانک ثبت الیک و اما
 اول المستغفرین و الحمد لله رب العالمین
 شرح این ہجران این سوز جگر
 خوشتر آن باشد کہ ستر دہان
 فتنہ و آشوب و خون ریزی مجبور
 میش این از شمس تبریزی گو

۵ جب عشق کی امانت میں نے قلم کے سامنے پیش کی + تو اُسکے اٹھانے سے انکار کیا پس
 پست گیا پھر جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا کہ پاکی ہو تجھ کو میں تیرے جناب میں توبہ کرتا ہوں اور بیچ
 بخشش مانگے والا ہوں اور تعریف ہر خدا کے واسطے جو پہ و درگاہ ہے تمام عالم کا ۱۲ +

انہیں جس تیرہویں گودہ اسلام علیکم دینی من طاعت و کم فناء بقا کم *

* » آنچہ بسندہ اندیش عرض نمودم « *

کس میں فرمود اپنی از غیبی رکبیدی شود اگر یہ سدی مدیں مقام تسردی ذکر نمودہ میں ذکر
چیز خواہم بنویسم کہ گس * ز جہتم مید ہداز بسکہ سخن شیرین است * دیگر دست از تحریر باز

شد التماسی کرد کہیں است لندلیکم

سبحان بنی عبد العزیز

عاصی صوفی

سلام ہو تم پر امدان لوگوں پر جو تمہارے گرد طواف کرتے اور تمہارے ملاقات سے
برو بلا ہوتے ہیں۔ بندہ نے جو کچھ پہلے عرض کیا ہے۔ کھیاں اُسپر گھر آئیں
ادیر بات سیاہی کی غیبی سے ہوتی ہے۔ اگر چہ شیخ سعدی نے اس مقام
میں ایک نثر ذکر کی ہے فروغ

من ذکر چیز خواہم بنویسم کہ گس ز جہتم مید ہداز بسکہ سخن شیرین است
اُسے تحریر کرنے سے ماتہ عاجز ہے۔ التماس کرتا ہوں کہ یہی کافی ہے اس واسطے
کہتا ہوں * سُبْحَانَ رَبِّيَ رَبِّ الْعَالَمِينَ عَمَّا يُصِفُونَ *

لے پاکی ہی میرے پروردگار کو پروردگارِ عزت کا اُن تمام باتوں سے جو دکھار و شکر کن اُنکی نسبت (یلا کہتے ہیں)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نظام المشائخ بک مخبئی دہلی

شیخ سنوسی اور طور امام مہدی آخر الزمان - یہ کتاب اس قدر دلچسپ اور عجیب ہے کہ آٹھ مہینے کے عرصہ میں پچاس ہزار کے قریب فروخت ہو چکی ہے۔ اور شائقین نے اسکی نسبت بڑی دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ قیمت ۴ روپے

کتاب اللام حصہ دوم شیخ سنوسی - اس میں بھی شیخ سنوسی کی طرح صفحہ صفحہ پر عجائبات غیبی نظر آتے ہیں۔ ۶۰ صفحے قیمت ۴ روپے

اسلام انجام مصر کے شیخ المشائخ سید توفیق بکری کی کتاب مستقبل الاسلام کا اردو ترجمہ دیکھنے کے قابل ہے۔ قیمت ۴ روپے

مضامین خواجہ حسن نظامی خواجہ صاحب نے آج تک جس قدر مضامین مختلف اخبارات و رسائل میں لکھے ہیں ان کا انتخاب ہے۔ ڈھائی سو صفحے کے قریب صفحات میں تقطیع ۱۲ قیمت ۴ روپے

جاماسپ نامہ حکیم زراشت کے خلیفہ حکیم جاماسپ نے از روئے قواعد نجوم قیامت تک کے آئندہ حالات بتائے ہیں اسلامی زمانے کی کیفیت ایک حد تک پوری اُتری۔ قابلِ یاد ہے۔ قیمت ۳ روپے

رسالہ نظام المشائخ صوفیوں کا آرگن - ۷۲ صفحوں پر ماہوار شائع ہوتا ہے۔ قیمت قسم اول سالانہ پانچ روپیہ قسم دوم تین روپے۔ نمونہ کے لیے ۸ روپے

یہ سب کتابیں رسالہ
مینجر نظام المشائخ دہلی سے طلب فرمائیے

جنگ طرابلس عرف خونِ ناحق

اسلامی میگزین کے شرابے

طرابلس اسلامی سرزمین پرانی کی چڑھائی ہو۔ توپوں کے جھڑ۔ بند توپ کے پے پیدل۔ سوار قطار و در قطار۔ جنگجو مسلمانوں کے تلے اٹھے ہیں۔ عرب تیغ زن۔ ترک صفت شکن۔ سیف خمار آلود کو جگا رہے ہیں۔ ماہر ہر پوچے ہر پوچے۔ توپے صلیبِ طال شمشیر بخت میدان میں بٹتے ہیں۔ دنیا بھر کے مسلمان خشم آلود نگاہ سے اٹلی کی سفاکا نہیلے ریسوں کو دیکھ رہے ہیں۔ اسلامی میگزین کی بارود آفتابی جاری ہو کر سوکھ گئی؟ شرار افشانی کے قابل ہو گئی؟ یا ابھی کھپیل باقی ہو؟ مگر یہ ملک مہندوستان انگریزی امنِ امان کے سایہ میں ہو۔ یہاں تیر و تفنگ کی ضرورت نہیں۔ ہاں ان دماغی طاقت اور قلم کے نندہ کہانیسے کوئی نہیں۔ وکتا۔ اس لیے مسلمان ہند نے میدانِ قرطاس پر اپنی شمشیر زنی کے جوہر دکھائے ہیں۔ علمی قلبی حربِ ضرب کے بقائے دوام ہو۔ قلم کا لوہا وزن میں کم ہو۔ مگر واقعات کی پیکریں پیدا کرتا ہو۔ توپ کا لوہا وزن میں زیادہ۔ لیکن جاندار استیعوں کو ناپید کر تا ہو۔ جنگ طرابلس جو بیسویں صدی کا وہ تاریخی معرکہ ہو جو تاقیام دنیا خونی حرفوں سے لکھا جاتا رہے گا۔ لہذا ہم ہی خون لگا کر شہیدوں میں غل مہنے ہیں۔ اور جنگ طرابلس کے حالات۔ واقعات۔ قیاسات وغیرہ کے متعلق سب سے پُر زور و مؤثر بکا آمد تحریریں جابجاء لانا عبد اللہ النہادی اڈیٹر وکل۔ مولوی ظفر علی خان اڈیٹر زمیندار۔ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب بیرشتر لاہور۔ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحبِ عیرو کی اخبارات میں شائع ہونی تئیں ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کر دیا ہو۔ بڑی قطعیت۔ کہانی اعلیٰ۔ چھپائی عمدہ۔ کاغذ بھی چمکا اٹھ نہیں۔ اس پر مشنا کا یہ عالم کہ اکیس پر کچے شرمندہ کر دینے والے مدلل اعتراضات ہیں۔ کہیں تاریخی استدلال کی لمبہ پروازیں ہیں کہیں میدانِ کاندھار میں تکبیروں کو غبار ہی ہیں۔ ورنہ جنگ کے محاذ پر صرف کاہن کیسین معصوم عورتیں اور بچے ذبح کیے جاتے ہیں۔ کتاب نہیں تو شرم ہو۔ چھری ہو جو سید ہی دل سلم کی جانب بڑھتی ہو۔ آپ کی آنکھ حقدار کو کہ اس کتاب کو دیکھے۔ آپ کا دماغ مستحق ہو کہ اس کتاب پر غور کرے۔ آپ کا دل اس قابل ہو کہ یہ کشمکش راہِ کار دیکھے

میں کسی کوشش میں نہ ہے۔ دیر نہ کیجئے۔ خود فرماست بھیجئے۔ خود پڑھیں۔ اور لایہ نالی اسل کے لیے۔ زبردست چور پڑھئے۔ بڑھت۔ اور جوا اس قدر شام سے کہ صرف عطر علاوہ محصور ان کے بغیر ہو

خاکسار محمد انوار ہاشمی۔ مدیر مکتبہ قادریہ میرٹھ لال کورنی طلبہ کیجئے

